Regd No E P-67

رجسٹرڈ نمبر ای پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

# بدر

روزنامہ / ہفت روزہ — قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ششماہی ۵۰-۳
غیر ممالک ۵۰-۷
فی پرچہ ۱۲ نئے پیسے

جلد ۷ | ۱۶ ماہ صلح ۱۳۳۷ ہش | ۲۵ جمادی الآخر ۱۳۷۷ھ | ۱۶ جنوری ۱۹۵۸ء | نمبر ۳

## اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۰ جنوری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے کل بعد نماز جمعہ پڑھائی۔ اور "وقف جدید" کی اہمیت پر ایک بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ تفسیر صغیر کے سلسلہ میں مسلسل محنت اور ساتھ کے ساتھ سلسلہ کے دیگر امور سرانجام دینے کا حضور کی صحت پر اثر پڑا ہے اور اب جلسہ سالانہ کے ایام میں بھی حضور کو بہت زیادہ محنت کرنی پڑی ہے اس لئے احباب توجہ اور التزام کے ساتھ حضور کی صحت اور درازیٔ عمر کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۱۴ جنوری۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

# احمدیت ملک کے لئے ایک قیمتی سرمایہ ہے

## اخبار ملاپ کا اشتعال انگیز اور بے بنیاد پراپیگنڈا

## قابلِ توجہ حکومت ہند و پنجاب

> "مجھے احمدیت کی تمام تحریک سودیشی نظر آتی ہے۔ اس اعلیٰ تحریک کے بانی ایک ہندوستانی تھے اور قادیان بھی جو احمدیوں کا مقدس مرکز ہے ہندوستان میں ہے مسلمانوں میں احمدیت کے پھیلنے سے ہندوستان کو مضبوطی حاصل ہوگی۔ میں نے ہمیشہ احمدیوں کو شریف، اعلیٰ اخلاق کے مالک اور تعمیری نقطۂ نگاہ رکھنے والے پایا ہے۔ اور یہ ایسی خصوصیات ہیں جو صرف انہی میں پائی جاتی ہیں۔"
>
> (ڈاکٹر شنکر داس مہرہ دہلی)

(از جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ ناظر دعوۃ و تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان)

احمدیہ جماعت: جیسا کہ تمام واقف کار لوگوں کو معلوم ہے اپنی مخصوص تعلیم اور کردار کی وجہ سے مشہور اور مقبول ہے۔ اور یہ تھوڑے ہی عرصہ میں باوجود انتہائی مخالفتوں اور معاندانہ کوششوں کے برصغیر ہند و پاکستان سے نکل کر یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ اور ایشیاء کے بیسیوں ممالک میں پھیل چکی ہے۔ اور اس کی تعداد اور اثر و نفوذ دن بدن بڑھ رہا ہے۔

تمام مذاہب کے ساتھ رواداری۔ محبت اور بانیانِ مذاہب کے ساتھ عقیدت اور احترام اور مذہبی امور میں جبر اور سختی کو ناجائز قرار دینا نیز حکومتِ وقت کے قوانین کا احترام اور اس کے ساتھ دلی تعاون اور وفاداری اس کے بنیادی اصولوں میں سے ہیں۔ یہی وہ مذہبی اصول ہیں جن پر دنیا کے مختلف ممالک میں بسنے والے احمدی عملی طور پر قائم ہیں اور احمدیت کی ستر سالہ تاریخ میں اس کے خلاف کوئی مثال بھی نہیں مل سکتی۔

لیکن افسوس ہے کہ ہمارے مخالفین عدل و انصاف اور شرافت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے آئے دن جماعت احمدیہ پر رکیک اور بے بنیاد حملے کرتے اور جماعت کے خلاف اشتعال اور زہر پھیلاتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اس کی ایک تازہ مثال اخبار روزانہ "ملاپ" جالندھر مورخہ ۷ جنوری ۱۹۵۸ء کا اداریہ بعنوان

"مرزائیت کی نشانیاں مٹا دو!"

ہے۔ یہ تمام کا تمام مضمون حد درجہ کا اشتعال انگیز اور منافرت خیز ہے اور اس کی بنیاد سراسر جھوٹ پر ہے۔ یہ مضمون اس قابل ہے کہ حکومت ہند اور حکومت پنجاب اس کے خلاف تادیبی تعزیری قدم اٹھائے تاکہ آئندہ معاصر مذکور ایسے زہر آلود مضامین لکھنے اور ایک امن پسند اور پابند قانون بین الاقوامی جماعت کے خلاف بلاوجہ نفرت پھیلانے سے باز رہ سکے۔

اس مضمون کا ایک ایک لفظ قابل اعتراض اور جھوٹے اور اشتعال انگیز پراپیگنڈے پر مشتمل ہے۔ بالخصوص مندرجہ ذیل الفاظ بہت ہی ناپسندیدہ اور قابل مذمت دگرنت ہیں۔ ہم مختصر تبصرہ کے ساتھ ان کا اندراج کرتے ہیں۔ معاصر مذکور لکھتا ہے:-

(۱) مرزائیت اور فتنہ ایک ہی چیز کے دو مختلف نام ہیں۔ شرارت اس کی فطرت ہے۔ مرزائی ہندوستان میں ہو یا پاکستان میں ہمیشہ فرقہ پرستی کے جراثیم پھیلانے کی کوشش کرے گا۔"

ان الفاظ کی تردید میں ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہنا چاہتے احمدیہ جماعت کی تعلیم اور اخلاق کے بارہ میں جو کچھ غیر مسلم حضرات نے تقسیم ملک کے بعد اپنے تجربہ کی بنا پر لکھا ہے۔ اس میں سے بطور نمونہ چند الفاظ لکھے جاتے ہیں۔ مسٹر برہم دت ڈیرہ دون کے مشہور اخبار فرنٹیر میل (The Frontier Mail) مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۴۸ء میں لکھتے ہیں:-

"احمدیہ جماعت مسلمانوں میں ایک ترقی پسند جماعت ہے جبکہ مذاہب کے ساتھ رواداری اس کی بنیادی تعلیم میں شامل ہے۔ تمام پیشوایانِ مذاہب کی عزت و تکریم کرتے ہوئے احمدیوں نے ان کی تعلیمات کو اپنی مذہبی کتب میں شامل کیا ہے۔ چالیس سال پیشتر بلکہ اس وقت جبکہ مہاتما گاندھی ابھی ہندوستان کی [illegible] سیاست پر نمودار نہ ہوئے تھے۔ مرزا غلام احمد صاحب سنہ ۱۸۹۱ صدی میں دعویٰ [illegible] فرما کر اپنی تحریروں [illegible] کی شکل میں ظاہر فرمایا۔ جن پر عمل کرنے سے ملک کی مختلف قوموں کے درمیان اتحاد و اتفاق اور محبت و مفاہمت پیدا ہوتی ہے آپ کی یہ شدید خواہش تھی کہ لوگوں میں رواداری۔ اخوت اور محبت کی روح پیدا ہو۔ بیشک آپ کی شخصیت لائقِ تحسین اور قابلِ قدر ہے کہ آپ کی نگاہ نے مستقبل بعید کے کثیف پردہ میں سے دیکھا اور صحیح راستہ کی طرف رہنمائی کی۔"

اسی طرح اخبار سٹیٹسمین دہلی مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۴۹ء میں رقمطراز ہے:-

"قادیان کے مقدس شہر میں ایک ہندوستانی پیغمبر پیدا ہوا۔ جس نے اپنے گرد و پیش کو نیکی اور بلند اخلاق سے بھر دیا۔ یہ اچھی صفات اس کے لاکھوں ماننے والوں کی

## معزز افریقن احمدی مسٹر ذکریا عبد العزیز کزیٹو کی قادیان میں آمد

قادیان ۱۰ جنوری ہمارے معزز افریقن احمدی دوست مسٹر ذکریا کزیٹو جلسہ سالانہ ربوہ میں شرکت اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے بعد مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کی خاطر مورخہ ۸ جنوری کو قادیان تشریف لائے آپ مشرقی افریقہ کے شہر کمپالہ (یوگنڈا) کے باشندہ ہیں آپ پہلے العدہاں چیف تھے اور بعد ازاں اسسٹنٹ وزیر اعظم ہیں۔ آپ خود وہاں کی کونسل کے ممبر ہیں اور اخبار "وائس آف اسلام" کے ایڈیٹر ہیں۔

مقاماتِ مقدسہ کی خدمت کی خاطر ٹھہرے ہوئے افراد کی درویشانہ زندگی اور جماعت کے دیگر مقامی حالات سے آپ بہت متاثر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اخلاص میں برکت دے۔ آمین۔

آج بعد نماز جمعہ آپ دہلی کیلئے روانہ ہو گئے۔ وہاں سے آپ واپس عازم افریقہ ہونگے۔ قادیان سے آپ کی روانگی کے وقت محترم امیر صاحب مقامی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور کثیر التعداد درویشان نے اجتماعی دعا کیساتھ آپکو رخصت کیا۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

زندگی ہی میں منعکس ہیں۔ احمدیہ جماعت کا نقطہ نظر تعمیری اور اس کا کردار پابند قانون ہے یہی ایک وہ امن پسند جماعت ہے جو عدالتی ریکارڈ کی رو سے جرم سے پاک ثابت ہوتی ہے۔ گذشتہ فرقہ وارانہ فسادات میں بھی احمدیوں نے ہمیشہ بالکل صاف رہے ہیں۔ یہ ان کے روحانی پیشوا کی عملی تعلیم کے بغیر وقوع میں نہیں آسکتا“

اب ان آثار کی موجودگی میں جو معروف غیر مسلم اخبارات نے اپنے تجربہ اور مشاہدہ کے بعد تحریر کی ہیں۔ اخبار ”ملاپ“ کا جماعت احمدیہ کو فتنہ اور شرارت کے مترادف قرار دینا کس قدر افسوسناک ہے۔ اخبار مذکور لکھتا ہے:-

”تقسیم سے پہلے مرزائیوں نے انگریز کا آلۂ کار بنکر ملک میں فرقہ دارانہ فساد کرائے۔ انگریز کی یہ پالیسی کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو لڑاؤ۔ اور حکومت کرو۔ اگر کامیاب ہوئی تو اس کی ذمہ داری زیادہ تر مرزائیوں پر تھی“

یہ الفاظ جس طرح جھوٹ اور کذب سے بھرے ہوئے ہیں اس کی تردید کی ضرورت نہیں آج تک کسی احمدی نے کبھی فرقہ دارانہ فساد میں حصہ نہیں لیا۔ اور پھر غیر منقسم ہندوستان میں احمدیوں کی تعداد دوسروں سے بھی کم تھی۔ اور ظاہری اقتدار کے لحاظ سے دوسری اقوام کے مقابل پر احمدیوں کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ نہ ان میں سرکاری عہدیداران کی کوئی قابل ذکر تعداد تھی۔ نہ اسمبلیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں میں ان کو نمائندگی حاصل تھی نہ بڑے بڑے زمینداروں اور تاجروں میں ان کی کوئی پوزیشن تھی۔ اور نہ ہی وہ سکولوں کالجوں اور یونیورسٹی پر قابض تھے۔ تو ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان منافرت اور تنازعات کے وہ کس طرح باعث ہوئے حقیقت یہ ہے کہ اگر گذشتہ تیس چالیس سالہ تاریخ کی ورق گردانی کی جائے تو یہ احمدیہ جماعت ہی ہے جس نے دونوں قوموں کو ملانے اور قریب لانے کی کوشش کی۔ اور ہر جھگڑے اور فساد کی آگ پر پانی چھڑکنے کے لئے قدم اٹھایا۔ سوامی شردھانند اور راجپال پر حملہ کے وقت مسلمانوں میں سے احمدیہ جماعت نے ہی اس فعل کی مذمت کی۔ اور اسی طرح ہر رنگ میں امن و اتحاد کی تائید میں آواز اٹھائی۔ لیکن افسوس ہے کہ بڑی قوموں نے اکثریت اور طاقت کے نشہ میں احمدیت کی آواز کو درخور اعتنا نہ سمجھا۔ اور ان کی ذمہ داری خود ان اقوام پر ہے نہ کہ احمدیوں پر۔

ملاپ لکھتا ہے:-

”تقسیم کے بعد پاکستان میں مذہب کے نام پر جو خون خرابہ ہوا اس کے ذمہ دار بھی یہی احمدی تھے انہوں نے مغربی پاکستان میں خوب خون کی ہولی کھیلی“

جو شخص حالات سے کچھ بھی واقفیت رکھتا ہے اور اس میں عدل و انصاف کا مادہ ہے وہ کبھی جماعت احمدیہ پر یہ الزام جو سراسر باطل اور جھوٹ ہے نہیں لگا سکتا۔ جو اخبار مذکور نے لگانے کی جسارت کی ہے۔ تقسیم ملک کے وقت مغربی پاکستان میں جو خون خرابہ ہوا اگر کوئی قوم بحیثیت جماعت کے اس میں حصہ لینے سے محفوظ رہی تو وہ صرف احمدیہ جماعت ہے۔ وہ ہزار ہا ہندو اور سکھ بھائی جو سیالکوٹ۔ لائلپور۔ منٹگمری اور سرگودھا وغیرہ مغربی علاقوں سے آئے ہیں۔ اس بات کی شہادت دے سکتے ہیں کہ احمدیوں نے کس رواداری اور محبت کا سلوک ان سے کیا۔ خود قادیان میں جہاں احمدیوں کی بھاری اکثریت آبادی تھی۔ کسی ایک غیر مسلم کو بھی گزند نہ پہنچا۔ اور احمدیوں نے اپنی رواداری اور محبت کا عملی ثبوت بہم پہنچایا۔ چنانچہ مسٹر ایچ۔ آر دوہرا نمائندہ خصوصی اخبار سٹیٹسمین دہلی نے حالات کا جائزہ لینے کے بعد بجا طور پر اپنے اخبار میں اعلان کیا کہ:-

”احمدیہ جماعت کے افراد کا یہ عقیدہ ہے کہ جملہ مذاہب سے یکساں سلوک کیا جائے اس اصول کی بنا پر وہ قادیان کے ہندو اور سکھ یتیموں کی مدد کرتے رہے ہیں۔ اور اب بھی جبکہ احمدیہ جماعت کی مالی حالت بہت کمزور ہو چکی ہے ان یتیموں کی ایک تعداد اپنے وظائف حسب معمول احمدیہ جماعت سے حاصل کر رہی ہے“

(اخبار سٹیٹسمین ۱۸ر نومبر ۱۹۴۷ء)

۱۹۵۳ء میں جو فسادات پاکستان میں ہوئے اور جن کی وجہ سے لاہور وغیرہ میں مارشل لاء نافذ کرنا پڑا۔ انکی ذمہ داری بھی احمدیہ جماعت پر ڈالنا ایک افسوسناک شرانگیزی ہے۔ اس کے متعلق زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں جسٹس منیر انکوائری کمیشن رپورٹ مطبوعہ موجود ہے ہر شخص اس کو مطالعہ کر کے ذمہ داری کی تعیین کر سکتا ہے۔ اس قسم کی کذب آفرینی سے سوائے جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال پھیلانے کے اور کوئی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا کیا ایسی تحریروں سے ایک مظلوم اور مجبور جماعت کو ظالم، جابر اور فتنہ انگیز ثابت کیا جا سکتا ہے۔ افسوس! صد افسوس!

اخبار مذکور لکھتا ہے:-

”اب یہی فتنہ انگیز مرزائی ہندوستان کے امن کو خطرہ میں ڈالنے کے لئے ان عناصر کی مدد کر رہے ہیں جنہوں نے کشمیر میں تخریبی کارروائیاں شروع کر رکھی ہیں“

ہمیں افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ یہ بھی جھوٹ اور سراسر جھوٹ ہے احمدیہ جماعت ایک مذہبی جماعت ہے۔ اور حتی الوسع سیاسیات سے کنارہ کش رہتی ہے۔ اور جماعت احمدیہ ہندوستان کے مرکز قادیان سے نہ صرف ایک دفعہ بلکہ متعدد بار اعلان کیا جا چکا ہے۔ کہ تمام ہندوستانی احمدی کشمیر کے معاملہ میں اپنی بھارتی حکومت کے ساتھ ہیں اور اسی کے مفاد کا خیال رکھیں گے چنانچہ جماعت کے آفیشل آرگن اخبار بدر مورخہ ۱۴ر نومبر ۱۹۵۷ء میں جناب ناظر صاحب امور عامہ سلسلہ احمدیہ قادیان نے واضح الفاظ میں جماعت کی طرف سے اس پالیسی کو شائع کیا ہے۔ اسی طرح احمدیہ جماعت کے اخبار ”آزاد نوجوان“ مدراس نے بھی اپنے پرچے بابت ۲۲ر نومبر ۱۹۵۷ء میں وضاحت کے ساتھ کشمیر کے متعلق بھارتی پالیسی کی تائید کی ہے۔ اس کے بعد جماعت احمدیہ پر سراسر جھوٹا الزام لگانا کس قدر افسوسناک اور شرارت آمیز ہے۔

باقی رہا یہ امر کہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے پاکستانی شہری ہونے کی حیثیت میں کشمیر کے متعلق کن خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے متعلق ہندوستانی احمدیوں کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ ہندوستان میں بسنے والے احمدیوں کے متعلق احمدیت کی اصولی تعلیم کی روشنی میں ان کی مندرجہ ذیل ہدایت ہے جو انہوں نے پاکستان جانے کے بعد لاہور سے اخبار میں شائع فرمائی:-

”ہندوستان میں رہنے والا ہر احمدی حکومت ہندوستان کا پوری طرح فرمانبردار رہوگا اور اس کے مقاصد اور مفاد میں اس سے پوری طرح تعاون کریگا“

(اخبار رحمت لاہور مورخہ ۱۲ر نومبر ۱۹۴۹ء)

لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ کے متعلق جو الفاظ کشمیر کے بارہ میں منسوب کئے گئے ہیں۔ وہ آپ نے ہرگز جلسہ کی تقریر میں نہیں فرمائے۔ خاکسار راقم خود جلسہ میں شریک ہوا اور حضور کی تقریر کو اول سے آخر تک سنا۔ اور ایک سو کے قریب قادیان کے دوسرے احمدی بھی تقریر میں شامل ہوئے۔ ہم سب اس بات کے گواہ ہیں کہ حضور نے صرف قادیان کی مقدس سرزمین کے ساتھ اپنی محبت اور مذہبی لگاؤ کا ذکر فرمایا اور اپنی دلی آرزو کا اظہار کیا کہ کاش ہم اس سرزمین کو دیکھ سکیں اور وہ ہماری آخری آرام گاہ ہو۔ یہ وہ جذبات ہیں جو ہر ہندوستانی اور پاکستانی بھی کے دل میں اپنی جنم بھومی کے ساتھ محبت اور تعلق ہے۔ رکھتا ہے اور وطن کی محبت کا یہ ادنیٰ مظاہرہ ہے اور اس پر کسی کو بھی اعتراض نہیں ہو سکتا حضرت امام جماعت احمدیہ نے جس وقت تقریر کے دوران میں یہ الفاظ فرمائے۔ آپکی آواز درد سے بھرائی ہوئی تھی۔ اور سننے والے پر بھی آپ کی اس حالت سے رقت طاری تھی۔ پھر کس قدر افسوس ہے کہ اس پاکیزہ جذبہ کو خواہ مخواہ سیاسیات میں الجھا کر جماعت احمدیہ پر جھوٹا الزام عاید کیا جائے۔

اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے ہم اپنے الفاظ میں نہیں بلکہ مشہور اخبار ہندوستان ٹائمز کے الفاظ میں احمدیہ جماعت کی پوزیشن کو قارئین کے سامنے رکھتا ہوں۔ ہندوستان ٹائمز مورخہ ۲۵ر دسمبر ۱۹۵۱ء رقمطراز ہے:-

”احمدیت کی تعلیم کی رو سے یہ ناجائز ہے کہ مذہبی معاملات میں طاقت اور جبر کا استعمال کیا جائے عقیدہ ضمیر اور عمل کی آزادی احمدیوں کے نزدیک ہر مذہب کا بنیادی حق ہے۔ اور جہاد کا خیال جس رنگ میں پرانے خیالات کے دوسرے مسلمانوں میں رائج ہے جس کے رو سے مذہب کے نام پر جبر اور طاقت کا استعمال جائز ہے۔ احمدیت اسکو نہیں مانتی سیاسی لحاظ سے احمدیت کا یہ اصول اور طریق ہے کہ احمدی جس ملک یا علاقہ میں بھی رہتے ہیں وہاں کی قائم شدہ حکومت کے وفادار ہوتے ہیں۔ اور ہر رنگ میں ملک کے قانون اور دستور کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہ بات انکے بنیادی اصولوں اور مذہبی عقائد میں شامل ہے کہ وہ حکومت کے ساتھ تعاون کریں اور کسی صورت میں بھی ہڑتال، تحریک عدم تعاون یا کسی بغاوت یا غیر قانونی کارروائی میں شامل نہ ہوں“

آخر میں ہم معاصر ملاپ سے التماس کرتے ہیں کہ احمدیہ جماعت کو جو ہر جگہ مظلومی کی حالت میں بسر اوقات کر رہی ہے خواہ مخواہ مزید ظلم اور بے انصافی کا تختہ مشق نہ بنائیں اور ان مظلوموں کی آہ سے بچیں۔ احمدیت ہماری سیکولر سٹیٹ کے لئے رباق صفحہ ۱۰ پر

# مرکز احمدیت کی برکات اور ان سے متمتع ہونے کے ذرائع

## خلاصہ تقریر مولانا محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

پچھلے دنوں مورخہ ۲۰ ربیع الثانی کی شام کو مسجد مبارک قادیان میں بعد نماز عشاء زیر صدارت مولوی محمد سلیم صاحب فاضل مالابار سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن قادیان کا اجلاس منعقد ہوا مجوزہ پروگرام کے اختتام پر صدر محترم نے جو دلولہ انگیز تقریر فرمائی۔ اور اس کے افادی پہلو کے پیش نظر اس کا خلاصہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے:-

آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات "لایسئل عما یفعل" ہے۔ یعنی وہ مختار کل اور قادر مطلق ہستی ہے۔ اور نہ صرف یہ کہ وہ کسی کے سامنے اپنے قول و فعل کی جوابدہ نہیں بلکہ اس کا ہر قول و فعل انتہا درجہ حکیمانہ ہوتا ہے۔ کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔ انسان ہی کو لے لیجئے اور اس کے چہرے پر نظر ڈالئے۔ کوئی بڑے سے بڑا فنکار اور فلسفی بھی اس کے ناک، منہ، آنکھ اور کان کے محل و قوع پر تنقید نہیں کر سکتا۔ اور نہ یہ کہنے کی جسارت کر سکتا ہے کہ ناک کو آنکھ اور آنکھ کو کان کی جگہ رکھ دیا جائے۔ تو اعضاء کی موجودہ وضع سے بہتر وضع و ترکیب حاصل ہو سکتی ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی بلند و بالا ہے کہ اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو اس کی نگاہ انتخاب میں جچ جاتا ہے وہ واقعی چیدۂ روزگار ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے حالات پر غور کیجئے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو منتخب فرمایا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے تئیں نااہل خیال کر کے حضرت ہارون علیہ السلام کا نام تجویز کر دیا۔ اور گو اللہ تعالیٰ نے حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی اپنے انتخاب اول کا مددگار مقرر کر دیا۔ مگر بعد میں پیش آنے والے واقعات نے ثابت کر دیا کہ خدا تعالیٰ کا انتخاب ہی لاجواب تھا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی متعدد کمزوریوں اور "لکنت زبان" کے باوجود قوم کی کایا پلٹ دی۔ لیکن جب آپ کوہ طور پر تشریف لے گئے تو چالیس دن کے اندر اندر بنی اسرائیل شرک میں مبتلا ہو گئے اور ہارون علیہ السلام کی فصاحت و بلاغت دھری رہ گئی۔

غرض اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کو منتخب کرتا ہے۔ تو یہ انتخاب اپنا جواب نہیں رکھتا۔ اگرچہ بظاہر یہ انتخاب بہت ہی بے محل اور بے معنی نظر آتا ہے۔ مگر بالآخر یہی جانِ انتخاب ثابت ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابلیس کی ظاہر بینی حضرت آدم علیہ السلام کے انتخاب پر معترض ہوئی۔ اور فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے انتخاب کا مذاق اڑایا۔ اور مکہ والوں نے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے انتخاب کو بنظر حقارت دیکھ کر کہا۔ "اھذا الذی بعث اللہ رسولا" اور آپ کے مقابلہ میں کسی اور "رجل عظیم" کا مطالبہ کیا۔ اور یہودیوں نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے انتخاب پر طعنہ زنی کی۔ اور آج مہدی زمان و امام دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت پر نالہ و شیون کیا گیا۔ لیکن سہاگن وہی جسے پیا چاہے، جب اللہ تعالیٰ نے کسی کو چن لیا تو ہما شما کون ہیں جو اس کے کئے کو آن کیا کر سکیں۔

یہی حال وقت اور مکان کا ہے لیلۃ القدر وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ لیلۃ القدر بنا دے اور مہبط انوار وہی جگہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی نظروں میں سما جائے۔ اس نے جب چاہا۔ مکہ معظمہ کو مرکز خیال بنایا۔ پھر مدینہ منورہ پر نظر انتخاب ڈالی۔ بعد ازاں رسول اللہ صلعم کے خلیفۂ چہارم کے قدوم میمنت لزوم نے کوفہ کو دار الخلافہ جا بنایا۔ اور چودھویں صدی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دم قدم سے قادیان کو اپنے رسول "کا تخت گاہ" قرار دیا۔ اور آج کل مصلح موعود کے طفیل ربوہ کو سرفرازی بخشی۔ چنانچہ اس وقت خدمت اسلام کے اعتبار سے ربوہ کا مرکز خیال ہے۔

بعض نادان اس انقلاب مرکزیت کے ذکر پر چیں بجبیں ہوتے ہیں۔ حالانکہ یہ انقلاب خیالی تو نہیں ہے بلکہ امر واقع ہے جسے خدا کی تقدیر سمجھ کر قبول کرنا چاہیئے۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ مکان کا مرتبہ تو مکین سے وابستہ ہوتا ہے۔ لہذا ہماری نظر مکان سے پہلے مکین پر پڑنی چاہیئے۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ خلیفہ ہارون الرشید نے اپنے ایک وزیر کی بیمار پرسی کے لئے اس کے غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمایا۔ اثنائے عیادت میں وزیر موصوف کے خوردسال مگر ذہین بچہ سے پوچھا کہ خلیفۂ وقت کا محل اچھا ہے۔ یا تمہارے باپ کا گھر؟ بچے نے جواب دیا کہ ہر قسم کی بھلائی تو خلیفۂ وقت کی ذات پر منحصر ہے۔ اس لئے جب تک خلیفہ کی ذات گرامی اس جھونپڑے کی زینت ہے یہ گھر محل شاہی سے بہتر ہے۔ خلیفہ اس جواب کو سن کر بہت خوش ہوا۔

اس کے باوجود ہمارا ایمان ہے کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی عظمت سب پر مقدم ہے تاہم جو عظمت خدائی تقدیر نے قادیان کو بخشی ہے ہمیں اس کا بھی پورا پورا اعتراف ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں جری اللہ نے جنم لیا۔ جس کی گلی کوچوں میں اس کا بچپن اور لڑکپن گذرا۔ جہاں اس کی پاکبازی اور بے داغ زندگی پروان چڑھی۔ جہاں خدا تعالیٰ کی تازہ بتازہ وحی اتری۔ ڈھیروں الہامات نازل ہوئے اور اس کی خدائی کے چرچے ہوئے۔ ہاں ہاں یہ وہ مقام ہے۔ جسے مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی پرزور تقریر و تحریر کے اثر سے حصار اسلام میں تبدیل کر دیا۔ اور اپنی اس قلعہ بندی سے متواتر چالیس سال تک اسلام کی شاندار مدافعت کا فرض ادا کرتے رہے۔ اور اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کو "سلطان القلم" اور "خوش بیان" کے خطابات عطا فرمائے۔ اور یہی قادیان جو کبھی "زیر غبار پنہاں" تھی اور یہی مسیح پاک جو کبھی "بیکسی و گمنام" "اور غریب وبے ہنر" تھا مرجع عالم بنے اور دنیا کے کناروں تک مشہور ہوئے۔

پس یہاں کے رہنے والوں بالخصوص یہاں کی درسگاہوں میں تعلیم پانے والوں کی پوزیشن بڑی نازک اور ان کی ذمہ داریاں بڑی اہم ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ قادیان اور مسیح قادیان کی لاج ایک طرح سے ہمارے ہاتھ میں ہے۔ کیونکہ ہم آپ کے جانشین اور قائمقام ہیں۔

ہمارے امام ہمام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق مشہور ہے۔ کہ آپ اپنے زمانۂ طالب علمی میں جب کبھی کوئی مضمون تحریر فرماتے اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے حضور اصلاح و مطالعہ کے لئے پیش کرتے تو آپ فرماتے:-

"میاں آٹھ ستر ہی تے لوڈ بہتر"۔ یعنی اگر آدھ نٹ کا دام ستر روپیہ ہو۔ تو اس کے بچے کا دام بہتر روپیہ ہونا چاہیئے ہمارے سامنے تو بانی احمدیت کا اسوہ حسنہ معیار ہے۔ اس لئے ایسا کسب کمال ضروری ہے کہ اسلام و احمدیت کی خدمت کا معیار پست ہونے کی بجائے بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے۔

کہتے ہیں بیٹا تین قسم کا ہوتا ہے (۱) پوت (۲) کپوت (۳) سپوت۔ پوت کے معنی ہیں ایسا بیٹا جو باپ دادا کے نام و نمود اور عزت و حرمت کو برقرار رکھے۔ کپوت اس بیٹے کو کہتے ہیں جو باپ دادا کی عزت کو بٹہ لگائے۔ اور ان کی نیکنامی کو خاک میں ملا دے اور سپوت کے معنے ہیں ایسا بیٹا جو باپ دادا کی عزت و ناموس کو چار چاند لگائے اور ان کے مقصد و مدعا کی ترویج و اشاعت کی تکمیل کرے۔

اب سوال یہ ہے کہ آیا ہم پوت بننا چاہتے ہیں یا کپوت یا سپوت اور پھر اسی معیار کے مطابق ہمیں اسلام و احمدیت کی خدمت و اشاعت کے لئے اپنی مساعی اور قربانیوں کو Adjust کرنا ہوگا۔

اگر یہ سوال ہو کہ تقسیم ملک کے بعد قادیان کے حالات میں بڑی تبدیلی آگئی ہے۔ مرکزیت درس و تدریس، علم و عمل، تقریر و تحریر، غرض ہر لحاظ سے فرق پڑ گیا ہے کہ اس کے سابقہ معیار کو برقرار رکھنا ناممکن ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ وسوسہ کم ہمتی اور پست خیالی کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایسا ہی خیال گذرا تھا۔ مگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بروقت موقع شناسی ان کے پژمردہ ارادوں اور شکستہ عزائم کے لئے مومیائی کا کام کر گئی۔ چونکہ دوام صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو حاصل ہے اور صرف وہی حوادث زمانہ سے محفوظ و مامون ہے۔ اس لئے جب وہ قائم و دائم ہے تو ہمارے عزائم کی پختگی میں بھی کوئی کمی نہیں آنی چاہیئے۔

یہ تو اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل و احسان ہے کہ ہمیں قادیان، اس کے در و دیوار، گلی کوچے، آسمانی فضا اور ایک عجیب و غریب مظلومی اور بیچارگی کی کیفیت میسر ہے۔ اب ضرورت صرف یہ ہے کہ ہم راضی برضا ہو جائیں۔ اور عصائے موسیٰ کی طرح اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیں۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو مامور فرمایا۔ اور انہوں نے اس عہدہ کی عظیم ترین ذمہ داریوں کے خیال سے اپنی کمزوریوں کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا "ما تلك بیمینك یا موسیٰ" اے موسیٰ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا۔ "ھی عصای اتوکؤا علیھا واھش بھا علیٰ غنمی ولی فیھا مآرب اخریٰ"۔ یہ میرا عصا ہے۔ میں اس کے اوپر ٹیک لگاتا ہوں۔ اور اپنی بکریوں کے لئے درختوں سے پتے جھاڑتا ہوں اور اور بھی کئی کام لیتا ہوں۔ گویا یہ لکڑی ہے تو بے جان مگر میرے ہاتھ میں آنے

کے لئے گویا "جاندار" بن جاتی ہے۔ اسکی سیرت کا یہ انقلاب اسی لئے ممکن ہوا۔ کہ اس نے اپنے تئیں کلیتہً موسیٰ علیہ السلام کے حوالے کر دیا۔ اگر موسیٰ علیہ السلام نے اُس پر بوجھ ڈالا تو شکایت نہیں۔ اور اگر خار دار جھاڑیوں کے پتے جھاڑے ہے تو کانٹوں کا شکوہ نہیں۔ اور اگر کسی درندے پر یا سانپ وغیرہ پر حملہ کیا تو چیرنے پھاڑنے یا ڈسنے کا گلہ نہیں۔

اس تصویری زبان پر غور کرنے کے لئے موسیٰ علیہ السلام کو بھی یہ سمجھ آگئی کہ میں اس بے جان لاٹھی سے زیادہ تھا اور اللہ تعالیٰ خود مجھ سے کمتر تو نہیں ہے۔ سو اگر اس لاٹھی کی طرح میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دوں تو میں واقعی خدا ساں بن جاؤں گا اور ناممکن کو ممکن بنا ڈالوں گا۔

پس اگرچہ حالات بدل گئے ہیں، زمانہ پلٹا کھا گیا ہے۔ اور اسلام و احمدیت کی خدمت کی اہلیت پیدا کرنے کے لئے پہلے کی سی سہولتیں موجود نہیں۔ پھر بھی جو کچھ قادیان کو حاصل ہے وہ بھی بہت ہے اور ہم یہاں جوارِ مسیح میں رہ کر اپنے اوپر مسیحی رنگ و روپ چڑھا سکتے ہیں۔ شیخ سعدی علیہ الرحمت نے کیا خوب فرمایا ہے سہ

گِلِ خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دستِ محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری
کہ از بوئے دلآویزِ تو مستم
بگفتا من گِلِ ناچیز بودم
ولیکن مدتے با گُل نشستم
جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

یعنی ایک روز میں حمام میں گیا۔ وہاں میرے محبوب کے ہاتھ سے خوشبودار مٹی میرے ہاتھ میں آئی۔ میں نے اس سے کہا کہ تو کستوری ہے۔ یا کوئی اور خوشبو۔ کیونکہ میں تیری دلآویز خوشبو سے مست ہو گیا ہوں۔ وہ بولی میں حقیر مٹی تھی۔ مگر کچھ عرصہ تک گلاب کی صحبت میں رہی ہوں۔ سو یہ میرے ہمنشیں کی خوبیاں ہیں جو مجھ میں سرایت کر کے مجھے خوشبودار بنا رہی ہیں۔ ورنہ میں تو وہی ناچیز مٹی ہوں جس کی اوقات سب کو معلوم ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ اگر ناچیز مٹی گلاب کی کیاری میں چند روز قیام کر کے اس کے رنگ میں رنگین ہو سکتی اور اُسی کی طرح مہک سکتی ہے۔ تو ہم جو مٹی سے زیادہ صلاحیت رکھتے ہیں۔ کیونکر قادیان کے لیل و نہار میں زندہ رہ کر مسیح پاک کے انفاس قدسیہ سے کیوں بہرہ ور نہیں ہو سکتے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام و احمدیت کے سپوت بنائے۔ اور ہمارے دانگ عالم میں اس کی اشاعت کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین ۔

# مکرم ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم مرحوم

## سینتالیس (۴۷) سال کی عمر اور خادم صاحب کا آخری خط

(رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)

مکرم عبد الرحمٰن صاحب خادم مرحوم و مغفور کے متعلق ایک نوٹ الفضل میں بھجوا چکا ہوں خادم صاحب مرحوم کا جنازہ گجرات سے ہوتا ہوا ڈیڑھ بجے بعد دوپہر ربوہ پہنچا تھا۔ جہاں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے بعد نماز عصر ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ نماز جنازہ ادا کی اور اس کے بعد نماز مغرب کے قریب مرحوم مقبرہ بہشتی ربوہ میں سینکڑوں لوگوں کی دلی دعاؤں کے ساتھ دفن کیا گیا۔ نماز جنازہ کے وقت اور اس کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا صاف خداد ظاہر ہوا اور حضور کے سایۂ عاطفت میں جماعت کے نوجوانوں کو توفیق دے۔ کہ وہ مرنے والے بزرگوں اور مجاہدوں کی جگہ لینے اور خدمتِ دین کے میدان میں آگے سے آگے قدم بڑھا کر جماعت میں ہر امکانی خلا کو روکنے کے لئے کامیاب جدوجہد کر سکیں۔ اللّٰھم آمین۔

میں نے اپنے پہلے نوٹ میں ذکر کیا تھا۔ کہ خادم صاحب مرحوم کی عمر غالباً پچاس سال سے کم ہوگی۔ مگر اس کے بعد تدفین کے وقت معلوم ہوا کہ ان کی عمر صرف سینتالیس (۴۷) سال تھی۔ اس وقت مجھے اچانک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام یاد آیا کہ:۔

"سینتالیس (۴۷) سال کی عمر میں کفن میں لپیٹا گیا"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام حضرت مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم و مغفور کی وفات کے قریب ہوا تھا۔ اور اس الہام کا پہلا مصداق حضرت مولوی صاحب کی ذات والا صفات ہی تھی لیکن چونکہ بعض اوقات خدائی کلام میں توسع ہوتا ہے۔ اور ایک ہی الہام میں متعدد واقعات کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے اسی لئے اس الہام کا دوسرا جلوہ قریباً پچیس (۲۵) سال بعد حضرت حافظ روشن علی صاحب مرحوم کی وفات میں نظر آیا۔ کیونکہ حضرت حافظ صاحب مرحوم بھی سینتالیس کی عمر میں فوت ہوئے تھے۔ اور اب قریباً مزید اٹھائیس سال بعد ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم بھی سینتالیس سال کی عمر میں فوت ہوئے ہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ تبلیغ حق کے میدان میں ان تینوں اصحاب کا انداز بھی کم و بیش ایک جیسا ہی تھا یعنی وہی غیر معمولی جوش و خروش وہی تیغِ عریاں کا رنگ وہی بلا خوف لومۃ لائم اظہار حق کا انداز مگر جو اول ہے وہ اول ہے

اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو آخری خط خادم صاحب مرحوم کا لاہور سے موصول ہوا۔ وہ دعاؤں کی تحریک اور ذکر خیر کی غرض سے ذیل میں درج کر دیا جائے خادم صاحب اپنے آخری خط محررہ ۱۴ / دسمبر ۱۹۵۷ء میں لکھتے ہیں :۔

### نقل خط محترم ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم مرحوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
م - ۷۰ - ۲
میو ہسپتال کمرہ نمبر ۵ لاہور
مورخہ ۱۴ / ۱۲ / ۵۷

محترم و مکرم و مخدومی حضرت میاں صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ و ایدہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

جناب کا گرامی نامہ آج موصول ہوا۔ اس توجہ اور شفقت کے لئے جو آپ میرے حال پر فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا دے اور اپنے فضلوں اور رحمتوں کی لا انتہاء بارشیں آپ پر برسائے (آمین)

اپنی موجودہ بیماری کے دوران میں جب سے میری طبیعت سنبھلی ہے اور کسی قدر توجہ سے دعا کرنے کے قابل ہوا ہوں بالالتزام روزانہ آپ کی صحت و عافیت و درازیٔ عمر اور اسلام کی بیش از بیش خدمات سرانجام دینے کی توفیق پانے کے لئے دعا کرتا ہوں اور انشاء اللہ العزیز کرتا رہوں گا۔ علاوہ ازیں حضرت ام مظفر کی شفایابی اور تندرستی و توانائی و درازیٔ عمر کے لئے بھی بالالتزام دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کو قبول فرمائے۔ آمین ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں اب بہتر ہوں۔ آخری ایکسرے ۶ / ۱۲ / ۵۷ کو ہوا تھا جس سے یہ معلوم ہوا کہ دایاں پھیپھڑہ (جو متاثر تھا) اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب صاف ہو گیا ہے اور جھلی میں پانی بھی خشک ہو چکا ہے۔ صرف تھوڑا سا نچلا حصہ ذرا ناصاف (Hazy) تھا جس کے بارہ میں یہ خیال تھا کہ جھلی کے موٹا ہو جانے کے باعث ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ابھی اتنی قلیل مقدار میں پانی موجود ہو۔ اگرچہ ایکسرے یا دوسرے ذرائع سے وہ نظر نہیں آتا۔ اس لئے یہ فیصلہ ہوا کہ سفتہ عشرہ اور انتظار کر لی جائے۔ اب انشاء اللہ العزیز ۲۷ / ۱۲ / ۱۶ (پرسوں) آخری ایکسرے ہوگا۔ اور اس کے بعد جب کہ ڈاکٹر پیرزادہ صاحب نے کہا ہے چھٹی ہوگی۔ یہ ایکسرے محض احتیاطاً لیا جا رہا ہے۔ ورنہ پیرزادہ صاحب تو ۵ / ۱۲ / ۷ ہی کو چھٹی دے رہے تھے۔ لیکن میرے کہنے پر کہ سفتہ عشرہ اور انتظار کر لیا جائے وہ رضامند ہو گئے۔

اندازہ یہی ہے کہ یہاں سے ۵۷ / ۱۲ / ۲۰ تک فارغت ہو جائے گی۔ اس کے بعد ابھی تک یہ طے نہیں پایا کہ آیا مجھے گجرات چلے جانا چاہیئے یا کچھ دن اور لاہور میں ہی ٹھہرنا چاہیئے۔ برادرم فیضی صاحب کی خواہش ہے کہ ہسپتال سے فارغ ہو کر سفتہ عشرہ ان کے ہاں ٹھہروں۔ اس کے بارہ میں ابھی تک میری طبیعت کوئی فیصلہ نہیں کر سکی۔

جلسہ سالانہ بھی قریب آ رہا ہے اور سیدنا حضرت امیر المومنین کی خرابی صحت کے پیش نظر انتہائی خواہش ہے کہ اس میں بھی شمولیت کی توفیق ملے اور اس غرض سے دعائیں بہت کی ہیں۔

میں سیدنا حضرت امیر المومنین کی درازیٔ عمر۔ صحت و عافیت اور طاقت و توانائی کی بحالی کے لئے بالالتزام دعا کرتا ہوں۔ اور یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور ہماری عاجزانہ دعائیں سنے گا۔ اور حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

مولوی رحمت علی صاحب کو آپ کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ زخم میں درد ہے۔ اور پیپ بھی ہے۔ جو روزانہ نکالی جاتی ہے۔ دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں۔

بالآخر درخواست ہے کہ میری مکمل صحت یابی اور قوت و توانائی کی بحالی کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ اور اس امر کے لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ دین کی بیش از بیش خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

(راقم خاکسار خادم ملک عبد الرحمٰن خادم)

دوستوں کو دعا کرنی چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ خادم صاحب مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ ان کی اولاد کا حافظ و ناصر ہو۔ اور جماعت میں فوت ہونے والے بزرگوں کے علم و عمل کے وارث پیدا کرے۔ آمین یا ارحم الراحمین ۔

خاکسار راقم آثم مرزا بشیر احمد ربوہ
۵۸ - ۱ - ۲

### تبلیغ کا ایک ذریعہ

غیر تبلیغی افراد اور پبلک ریڈنگ روم کے نام اخبار بدر جاری کرانا بھی تبلیغ احمدیت کا ایک ذریعہ ہے۔ صرف چھ روپے میں سال بھر آپ اس جہاد میں حصہ لے سکتے ہیں۔ (مینیجر بدر)

خطبہ جمعہ

# وقف زندگی کی نئی تحریک جماعت کی ترقی کیلئے نہایت ضروری ہے

## جماعت کے نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ آگے آئیں اور اس تحریک کے تحت خدمت دین کیلئے اپنے آپکو پیش کریں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۳ر جنوری ۱۹۵۸ء بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میں نے پہلے بھی ایک خطبہ میں بیان کیا تھا اور پھر

### جلسہ سالانہ کے موقعہ پر

اپنی ۲۷ر دسمبر کی تقریر میں بیان کیا تھا۔ کہ جماعت کے وہ دوست جنہیں سلسلہ کی تبلیغ سے لگاؤ ہو یا تعلیم و تدریس کا شوق رکھتے ہوں وہ جماعت کی ترقی کے لئے

### اپنے آپ کو نئے وقف کے ماتحت پیش کریں

سلسلہ ان کی مدد کرے گا۔ اور خود بھی ان کو کمائی کرنے کی اجازت دے گا۔ اس طرح ان کا عمدگی سے گزارہ ہوتا رہے گا چار پانچ سال تک امید ہے۔ کہ مدرسہ احمدیہ جدید جو قائم ہوا ہے اس کی چار پانچ جماعتیں نکل آئیں گی۔ اور چونکہ یہاں اردو میں پڑھائی ہے۔ اس لئے وہ نوجوان پرائمری تک اردو میں تعلیم دے سکیں گے اور ساتھ ہی وہ حافظ اور مبلغ بھی ہوں گے۔ لیکن اس کے درمیان جو وقفہ ہے اس کو پُر کرنے کے لئے ہمیں واقفین کی ضرورت ہے۔

### مجھے افسوس ہے

کہ جلسہ سالانہ سے پہلے تو بعض نوجوانوں کی درخواستیں آتی رہیں کہ ہم اپنے آپ کو اس سکیم کے ماتحت وقف کرتے ہیں۔ لیکن جب میں نے وقف کی شرائط بیان کیں۔ تو پھر ان میں سے کسی نے بھی نہیں کہا کہ ہم اپنے آپ کو وقف کرتے ہیں۔ پس میں جماعت کے دوستوں کو ایک بار پھر اس وقف کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر وہ ترقی کرنا چاہتی ہے تو اس کو اس قسم کے وقف جاری کرنے پڑیں گے۔ اور چاروں طرف رشد و اصلاح کا جال پھیلانا پڑے گا۔ یہاں تک کہ پنجاب کا کوئی گوشہ اور کوئی

### مقام ایسا نہ رہے جہاں رشد و اصلاح کی کوئی شاخ نہ ہو۔

اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ ایک مربی ایک ضلع میں مقرر ہو گیا۔ اور وہ دورہ کرتا ہوا ہر ایک جگہ گھنٹہ گھنٹہ دو دو گھنٹہ ٹھہرتا ہوا سارے ضلع میں پھر گیا۔ اب ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ ہمارے مربی کو ہر گاؤں اور ہر جھونپڑی تک پہنچنا پڑے گا۔ اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جب میری اس نئی سکیم پر عمل کیا جائے۔ اور تمام پنجاب میں بلکہ

### کراچی سے لے کر پشاور تک

ہر جگہ ایسے آدمی مقرر کر دیئے جائیں۔ جو اسی علاقہ کے لوگوں کے اندر رہیں اور ایسے مفید کام کریں کہ لوگ ان سے متاثر ہوں۔ وہ انہیں پڑھائیں بھی اور رشد و اصلاح کا کام بھی کریں۔ اور یہ جال اتنا وسیع طور پر پھیلایا جائے کہ کوئی مچھلی باہر نہ رہے۔ کنڈی ڈالنے سے صرف ایک ہی مچھلی آتی ہے۔ لیکن اگر جال ڈالا جائے تو دریا کی ساری مچھلیاں اس میں آ جاتی ہیں۔ ہم ابھی تک کنڈیاں ڈالتے رہے ہیں۔ ان کی وجہ سے ایک ایک مچھلی ہی ہمارے ہاتھ میں آتی رہی ہے۔ لیکن اب جال ڈالنے کی ضرورت ہے تا اس کے ذریعہ گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ لوگوں تک ہماری آواز پہنچ جائے۔ بلکہ

### ہر گاؤں کے ہر گھر تک

ہماری پہنچ ہو۔ پہلے لڑکوں اور لڑکیوں تک ہماری پہنچ ہو۔ پھر لڑکوں اور لڑکیوں کے ماں باپ تک ہماری پہنچ ہو۔ اور اس کے بعد سارے گاؤں تک ہماری پہنچ ہو جائے۔ پھر گاؤں سے نکل کر چار چار پانچ پانچ میل تک کے دیہات میں ہماری پہنچ ہو جائے۔ اور پھر یہ دائرہ دس دس پندرہ پندرہ میل تک وسیع ہو جائے اس کے بعد اور ترقی کرے اور یہ دائرہ تیس تیس میل تک چلا جائے۔ پھر اور ترقی کرے۔ اور یہ دائرہ ۴۵ میل تک چلا جائے۔ پھر اور ترقی کرے۔ اور یہ دائرہ ۶۰ میل تک چلا جائے۔ پھر اور ترقی کرے اور یہ دائرہ ۷۵ میل تک چلا جائے۔ پھر اور ترقی کرے۔ اور یہ دائرہ ۹۰ میل تک چلا جائے۔ پھر اور ترقی کرے اور یہ دائرہ ۱۰۵ میل تک چلا جائے۔ پھر اور ترقی کرے اور یہ دائرہ ۱۲۰ میل تک چلا جائے۔ گویا اگر ہم صرف بیس سکول کھول دیں۔ اور ۱۵۔ ۱۵ میل کے دائرہ میں ایک سکول رکھیں۔ تو ۲۰۰ میل تک ہمارا دائرہ بڑھ جاتا ہے۔ اور اگر ۲۰ سکول ایک طرف ہوں اور بیس سکول دوسری طرف ہوں تو ۲۰۰ میل ادھر اور ۲۰۰ میل ادھر ہمارا دائرہ بڑھ جاتا ہے۔

### جس کے معنے یہ ہیں

کہ ہمارا دائرہ ۹۰ ہزار مربع میل تک وسیع ہو جاتا ہے۔ اور سارے پنجاب کا رقبہ ۶۲ ہزار مربع میل ہے۔ غرض اگر ہم اس تجویز پر عمل کریں۔ تو رفتہ رفتہ سارا مغربی اور مشرقی پاکستان اس کے احاطہ میں آ جاتا ہے۔ پس جب تک ہم اسی جال کو نہ پھیلائیں گے اس وقت تک ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ تین چار سال تک جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ مدرسہ احمدیہ سے فارغ ہونے پر ہمیں ایسے نوجوان مل جائیں گے۔ جو دین کی خدمت کے لئے آگے آ جائیں گے۔ اور ان کے لئے بظاہر اور کوئی کام نہیں ہو گا۔ کیونکہ ہم نے مولوی فاضل کی ڈگری کو اڑا دیا ہے۔ پہلے لڑکے مولوی فاضل پاس کر کے گورنمنٹ سروس میں چلے جاتے تھے۔ اس لئے اب ہم نے مولوی فاضل کو اڑا دیا ہے ہم انہیں اپنے ہی امتحان پاس کرائیں گے تاکہ وہ فارغ ہو کر دین کی خدمت کریں۔ آخر کوئی وجہ نہیں کہ ہم ہزاروں روپیہ خرچ کر کے فارغ التحصیل نوجوان گورنمنٹ کو دیدیں اور وہ انہیں اپنے سکولوں میں لگا لے۔ اب جو نوجوان تعلیم حاصل کریں گے۔ وہ مجبور ہوں گے کہ دین کی خدمت کریں۔ بے شک سلسلہ بھی مجبور ہو گا کہ ان کے کھانے پینے کا مناسب انتظام کرے لیکن وہ بھی مجبور ہوں گے۔ کہ اپنے کھانے پینے کا سامان سلسلہ سے لے آ کریں۔ اور

### اپنی خدمات سلسلہ کیلئے وقف کریں

باہر جا کر ان کو کچھ نہیں ملے گا۔ اور ان کو رکھ کر سلسلہ کو کچھ نہیں ملے گا۔ گویا دونوں ایک دوسرے کے گلے میں رسّی باندھے ہوئے ہوں گے۔ مدرسہ احمدیہ کی تعلیم سے فارغ ہونے والے نوجوانوں نے صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے گلے میں رسّی باندھی ہوئی ہو گی کہ اگر ہم سے کام نہیں لو گے تو تم کو مبلغ نہیں ملیں گے اور صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید نے ان کے گلے میں رسّی باندھی ہوئی ہو گی۔ کہ اگر تم ہمارا کام نہیں کرو گے تو تم کو بھی روٹی نہیں ملے گی۔ اس طرح دونوں فریق مجبور ہوں گے۔ کہ ایک دوسرے کا کام کریں۔ اور ان دونوں کے ملنے سے لاکھوں میل کے رقبہ میں تبلیغ کو وسیع کیا جا سکے گا۔

جہاں تک چندے کا سوال ہے میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ ہماری جماعت چندہ دینے کی عادی ہے۔ اس لئے آہستہ آہستہ رقم آنی شروع ہو جائے گی۔ جو رقم میں نے تجویز کی ہے وہ بہت معمولی ہے۔ یعنی صرف چھ روپیہ سالانہ ہے۔ تحریک جدید میں اس وقت بیس بائیس ہزار آدمی چندہ دے رہے ہیں۔ اگر زور دیا جائے تو کوئی بعید نہیں کہ اس سکیم میں ایک لاکھ چندہ دینے لگ جائیں۔

### تحریک جدید کی رقم

بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اس میں بعض لوگ پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ بلکہ سو سو روپیہ بھی دیتے ہیں۔ یہ رقم چونکہ کم ہے۔ اس لئے کوئی بعید نہیں کہ اس سکیم میں حصہ لینے والے ایک لاکھ ہو جائیں۔ اور اگر ایک لاکھ احمدی چھ روپیہ سالانہ کے حساب سے چندہ دے تو چھ لاکھ روپیہ آ جاتا ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ خرچ جو ایک واقف زندگی پر اس سکیم کے ماتحت کیا جائے گا وہ ۶۰ روپیہ ماہوار ہے۔ گویا دس واقفین زندگی پر ۷۲۰۰ روپیہ سالانہ خرچ آئے گا۔ بلکہ اگر کم سے کم رقم دی جائے یعنی چالیس روپیہ ماہوار تو دس واقفین پر ۴۸۰۰ روپیہ سالانہ خرچ آئے گا۔ اور سو واقفین ۴۸۰۰۰ روپے میں رکھے جا سکتے ہیں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں اگر پورے طور پر اس سکیم پر توجہ دی جائے تو اس میں حصہ لینے والوں کی تعداد ڈیڑھ لاکھ تک بھی پہنچ سکتی ہے۔ اور اگر ڈیڑھ لاکھ آدمی چھ روپیہ سالانہ کے حساب سے چندہ دے تو نو لاکھ روپیہ سالانہ آمد ہوتی ہے۔

### جس کے معنے یہ ہیں

کہ ماہوار پچھتر ہزار روپیہ آ جائے گا۔ میں نے جو سکیم پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ فی الحال صرف دس واقفین لے جائیں۔ اور انہیں ۴۰ سے ۶۰ روپیہ تک ماہوار گزارہ دیا جائے۔ اگر نو لاکھ روپیہ سالانہ آمد ہو جائے تو اس سے کئی گنا زیادہ واقفین رکھے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ ہر ایک واقف زندگی کو اگر ساٹھ روپے ماہوار دیں تو پچھتر ہزار میں ۱۲۵۰ مبلغ

دیکھے جا سکتے ہیں۔ اور جب یہ سکیم شروع ہو جائے گی۔ تو جلسہ سالانہ کے بعد کیا میرا خیال ہے پانچ چھ لاکھ احمدی اس سکیم میں چندہ دینے لگ جائیں گے۔ اور پھر ممکن ہے کہ وہ چندہ بڑھا کر دینے لگ جائیں۔ اگر ہر ایک احمدی میرے بتائے ہوئے چندہ سے دوگنا یعنی بارہ روپیہ سالانہ دے۔ اور

## جماعت کے چھ لاکھ افراد

چندہ دیں تو ۷۲ لاکھ روپیہ سالانہ آمد ہو جاتی ہے۔ یعنی چھ لاکھ روپیہ ماہوار۔ اور اس میں ہم دس ہزار مبلغ رکھ سکتے ہیں۔ اور دس ہزار مبلغ رکھنے سے ملک کی کوئی جہت ایسی نہیں رہتی۔ جہاں ہماری رشد و اصلاح کی شاخ نہ ہو۔ پھر یہ بھی ممکن ہے کہ مشرقی بنگالی وا لے اپنا بوجھ خود اٹھا لیں۔ اور وہ خود اس سکیم کے لئے رقم جمع کریں۔ ایسٹ بنگال کا رقبہ صرف ۵۴ ہزار مربع میل ہے اگر ایک لاکھ آدمی اس سکیم میں حصہ لے۔ تو ان کا کام چل سکتا ہے۔ بلکہ پچاس ہزار آدمی بھی حصہ لے تو ایسٹ پاکستان اپنے کام کو سنبھال سکتا ہے۔

پس میں جماعت کو اس خطبہ کے ذریعہ

## پھر تحریک کرتا ہوں

کہ نوجوان اس وقف میں اپنے نام لکھائیں اور آگے آنے کی کوشش کریں۔ تاکہ جلد سے جلد انہیں مختلف جگہوں پر بٹھا دیا جائے اور دکانیں اور مدرسے کھول دیئے جائیں اور احمدیت کا پھل نکلنا شروع ہو جائے یہ یاد رکھو کہ مذہب کی تبلیغ پھل کی طرح ہوتی ہے۔ اور پھل ایک دن میں نہیں نکلا کرتا۔ اگر تم کسی زمین میں گندم بو دو تو تمہیں چھ ماہ میں پھل مل جائے گا۔ لیکن باغ کا پھل بعض اوقات ۸ سال میں بھی نہیں مل سکتا۔ اگر تم باغ لگانا شروع کر دو۔ اور پھر ایک ایک باغ باری باری لگاؤ۔ تو ایک باغ کا پھل تمہیں آٹھ سال بعد ملے گا۔ دوسرے کا سولہ سال بعد ملے گا۔ تیسرے کا ۲۴ سال بعد ملے گا۔ چوتھے کا ۳۲ سال بعد ملے گا پانچویں کا چالیس سال بعد ملے گا۔ ساتویں کا ۵۶ سال بعد ملے گا۔ آٹھویں کا ۶۴ سال بعد ملے گا۔ نویں کا ۷۲ سال بعد ملے گا۔ دسویں کا ۸۰ سال بعد ملے گا۔ گیارھویں کا ۸۸ سال بعد ملے گا۔ بارھویں کا ۹۶ سال بعد ملے گا اور تیرھویں کا ۱۰۴ سال بعد ملے گا۔ اور تم میں سے کون ہے جو کہہ سکے کہ وہ ۱۰۴ سال تک زندہ رہے گا۔

**پس میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ جلد اس وقف کی طرف توجہ کرے اور اپنے آپ کو ثواب کا مستحق بنا لے۔ یہ مفت کا ثواب ہے جو تمہیں مل رہا ہے۔**

**اگر تم ایسے نہیں ہو سکے تو یہ تمہاری بجائے دوسروں کو دے دیا جائے گا۔** دیکھو جب یہاں کے لوگوں نے احمدیت کی طرف توجہ نہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ایسٹ اور ویسٹ افریقہ کو آگے لے آیا۔ اسی طرح اور کئی ملک احمدیت کی طرف توجہ کرنے لگے۔ خدا تعالیٰ نے جو کام کرنا ہوتا ہے اس کے لئے وہ کوئی نہ کوئی ذریعہ نکال دیتا ہے۔ اب ایسے ایسے ملک ہیں جن میں دس دس پندرہ پندرہ ہزار احمدی ہیں۔ اگر باہر کے سارے احمدیوں کو ملا لیا جائے تو وہ پاکستان کے احمدیوں کے برابر ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہی ہے کہ جب یہاں کے لوگوں نے احمدیت کو قبول کرنے میں سستی کی۔ تو خدا تعالیٰ نے دوسرے ملکوں کے لوگوں کو احمدیت میں داخل کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ اگر نانا۔ سیرالیون۔ نائیجیریا۔ اور ایسٹ افریقہ کے علاقوں کینیا۔ ٹانگانیکا۔ یوگنڈا اور امریکہ کے علاقوں ٹرینیڈاڈ۔ ڈچ گی آنا۔ برٹش گی آنا۔ فرنچ گی آنا۔ یو۔ ایس۔ اے اور دوسرے تمام یورپین اور ایشیائی ممالک کو جہاں جہاں احمدی پائے جاتے ہیں ملا لیا جائے تو پتہ لگ جائے گا کہ ان کی

## مشرقی پاکستان کی احمدی آبادی

مغربی پاکستان کی احمدی آبادی سے کم نہیں خدا تعالیٰ کو اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ سارے احمدی ایک ہی ملک میں پائے جائیں بلکہ وہ جہاں چاہتا ہے احمدیت کو پھیلا دیتا ہے۔ پہلے مغربی پاکستان نے احمدیت کی طرف توجہ دی تو خدا تعالیٰ نے مغربی پاکستان میں احمدیوں کی تعداد کو بڑھا دیا۔ پھر ایسٹ پاکستان نے اس طرف توجہ کی تو خدا تعالیٰ نے وہاں ایک بہت بڑی تعداد احمدیوں کی پیدا کر دی۔ پھر اس نے احمدیت کو سیرالیون، غانا، نائیجیریا، ٹرینیڈاڈ، برٹش گی آنا، فرنچ گی آنا، ڈچ گی آنا، یو۔ ایس۔ اے، ویسٹ اور ایسٹ افریقہ اور دوسرے علاقوں میں پھیلانا شروع کر دیا۔ ان سارے علاقوں کی احمدی آبادی کو ملا لیا جائے تو غالباً وہ

## مغربی پاکستان کی احمدی آبادی

سے کم نہیں ہوگی۔ پھر بیرونی ممالک میں تو بیس تیس سال سے تبلیغ ہو رہی ہے۔ اور یہاں ۷۰ سال سے تبلیغ ہو رہی ہے اور پھر جتنے مبلغ اس ملک کو ملے ہیں دوسرے ممالک کو نہیں ملے۔ مثلاً حافظ روشن علی صاحب تھے۔ مولوی

ابو العطاء صاحب اور مولوی جلال الدین صاحب شمس ہیں اور پھر اور بہت سے مبلغ ہیں جن کے نام اس وقت ذہن میں نہیں آ رہے۔ یہ سب اسی ملک میں تبلیغ کرتے رہے۔ پرانے زمانہ میں قاضی امیر حسین صاحبؓ تھے مولوی سید سرور شاہ صاحبؓ تھے۔ مولوی برہان الدین صاحبؓ تھے اور شیخ غلام احمد صاحبؓ تھے۔ یہ لوگ باہر جاتے تھے اور تبلیغ احمدیت کرتے تھے۔ پھر پروفیسر عبداللہ صاحب کے چچا

## مولوی حسن علی صاحب بھاگلپوری

تھے۔ ان کی تعلیم صرف مڈل تک تھی مگر انگریزی زبان میں انہیں اتنی مہارت تھی کہ ایک دفعہ مدراس میں ان کا لیکچر ہوا۔ تو گورنر ان کا لیکچر سننے کے لئے آیا اور بعد میں اس گورنر نے کہا کہ ہم بھی اتنی اچھی انگریزی نہیں بول سکتے جتنی اچھی انگریزی مولوی صاحب نے بولی ہے۔ انہوں نے ایک کتاب "تائید حق" بھی لکھی ہے جو نہایت اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے۔ میں نے ایک دفعہ اس کتاب کو پڑھنا شروع کیا تو میں اس وقت تک نہیں سویا جب تک کہ میں نے اس ساری کتاب کو ختم نہ کر لیا۔ مولوی صاحب شروع شروع میں ایمان لائے پھر احمدیت کی تبلیغ کیلئے ملک کے مختلف علاقوں میں پھرتے رہے۔ انکی تعلیم معمولی تھی مگر ذاتی مطالعہ سے انہوں نے اپنی لیاقت بڑھا لی تھی۔ اسی طرح دوسرے لوگ بھی ذاتی مطالعہ سے اپنی قابلیت بڑھا سکتے ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ ہمت ہو۔ جب ہمت گر جاتی ہے تو انسان سمجھ لیتا ہے کہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر کوئی تھوڑا سا کام کرنے والا آدمی بھی ہو تو میں نے دیکھا ہے کہ وہ دوسروں سے بہت آگے نکل جاتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ کئی بی۔ اے بی ٹی ہوتے ہیں۔ مگر جب انکے سپرد کوئی کام کیا جائے۔ تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم سے یہ نہیں ہو سکتا۔ ہماری طبیعت کا اس کام سے کوئی لگاؤ نہیں۔ لیکن مولوی حسن علی صاحب، صرف مڈل پاس تھے اور انہوں نے وہ کام کیا جو آجکل کے بی۔ اے۔ بی ٹی بھی نہیں کر سکتے۔ ان کا یہ کہنا کہ فلاں کام ہم سے نہیں ہو سکتا یا ہماری طبیعت اس طرف راغب نہیں محض دھوکہ اور فریب ہے۔ وہ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مرضی کے وجود ہم اپنی طبیعت کو اس طرف راغب کرنا نہیں چاہتے

## یہ اصل فقرہ ہے

جو انہیں کہنا چاہیئے۔ لیکن وہ یہ فقرہ نہیں کہتے۔ بلکہ کہتے ہیں کہ ہماری طبیعت کا اس طرف لگاؤ نہیں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ہر انسان کو اعلیٰ قوتیں دے کر بھیجا ہے اور اسے احسن تقویم پیدا کیا ہے۔ اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ ہماری طبیعت کا اس طرف لگاؤ نہیں تو یہ محض بہانہ ہوتا ہے۔ دراصل لوگ

یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے کہہ دیا کہ ہم فلاں کام نہیں کرتے تو دوسرے ناراض ہوں گے۔ اس لئے وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہماری طبیعت کا اس سے لگاؤ نہیں۔ پس ضرورت اس بات کی ہے کہ تم

## اپنے اندر روحانیت پیدا کرو

اور تقویٰ پیدا کرو۔ بھلا یہ تو دیکھو کہ اب تو صدر انجمن احمدیہ یا تحریک جدید کچھ نہ کچھ دیتی ہے۔ لیکن جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا تھا تو آپ کے پاس کونسا روپیہ تھا۔ جب خدا تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ اٹھ اور دنیا سے کہہ کہ میں مسیح موعود ہوں تو آپ کے پاس کوئی پیسہ نہ تھا۔ پھر بھی آپ کھڑے ہو گئے۔ اور لوگوں کو کہنا شروع کر دیا کہ میں مسیح موعود ہوں اور اسکی پہلی جزا آپ کو یہ ملی کہ آپ تو جدھر جاتے اور آگے پیچھے سے پتھر پڑنے شروع ہو جاتے لیکن آپ پھر بھی کام کرتے رہے اور کبھی بھی خدا تعالیٰ سے یہ نہ کہا کہ اے اللہ تو نے مجھے کس مصیبت میں ڈال دیا ہے۔ سکھ تو تو نے مجھے مسیح موعود بنا کر کیا تھا اور یہاں یہ صورت حال ہے کہ چاروں طرف سے پتھر پڑ رہے ہیں۔

آپ ایک دفعہ لاہور تشریف لے گئے۔ وہاں ایک اور شخص بھی تھا جس نے

## مسیح موعود ہونے کا دعویٰ

کیا ہوا تھا۔ اس کا بھائی بعد میں توبہ کر کے احمدی ہو گیا تھا۔ بڑا سادہ آدمی تھا۔ داڑھی اس نے سکھوں والی رکھی ہوئی تھی۔ وہ قادیان میں بھی آیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ میں لاہور گیا تو وہ دو اندھے پکڑ کر لے آیا۔ اور کہنے لگا یہ میرا اٹھکار رہیں۔ وہ سارا دن انکی خدمت کرتا تھا۔ کھانا کھلاتا تھا۔ ان کے کپڑے دھوتا اور جوتیاں نکالتا تھا۔ یہ سلوک دیکھ کر انہوں نے احمدی ہونا ہی تھا۔ سنا ہے کہ اب وہ فوت ہو گیا ہے اس کا بھائی سخت مخالف تھا۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام انارکلی میں سے گزر رہے تھے۔ اور آپ کے ساتھ شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم اور بعض اور دوست تھے کہ اس نے پیچھے سے آ کر آپ کی پیٹھ پر اچانک زور سے لات ماری۔ جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام گر گئے۔ شیخ رحمت اللہ صاحب اسے مارنے کیلئے دوڑے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ شیخ صاحب اسے کچھ نہ کہیں۔ اس نے مجھے یہ سمجھ کر مارا ہے کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتا ہوں۔ اگر اسے پتہ ہوتا کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک نہیں کرتا تو یہ ایسی حرکت ہی کیوں کرتا۔

ہماری جماعت میں ایک

## پروفیسر عبداللہ صاحب

ہوا کرتے تھے۔ وہ دراصل پروفیسر نہیں تھے بلکہ انکا نام پروفیسر اسلیئے پڑ گیا کہ وہ شعبدہ بازی اور مداریوں کے کرتب وغیرہ جانتے تھے۔ ایک دفعہ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم لاہور سے قادیان گئے۔ تو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے شکایت کی کہ پروفیسر صاحب بڑے تیز مزاج

ہیں۔ اگر کوئی ان کے سامنے حضور کو برا بھلا کہے تو وہ اُسے گالیاں دینے لگ جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں خبردار اگر تو نے اب کے گالی نکالی تو میں تیرے منہ پر مکہ ماروں گا تو کون سا بہ جلہ ہے جو حضرت صاحب کو گالیاں دے۔ کچھ دنوں کے بعد پروفیسر صاحب قادیان آئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں بلایا۔ اور فرمایا۔ پروفیسر صاحب میں نے سنا ہے کہ آپ کے سامنے جب مجھے کوئی برا بھلا کہے تو آپ اس سے لڑنے لگ جاتے ہیں۔ آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے اور

## صبر اور تحمل سے کام لینا چاہیئے

اللہ تعالیٰ نے ہمیں نرمی کی تعلیم دی ہے سختی کی تعلیم نہیں دی۔ انکی طبیعت بڑی تیز تھی۔ یہ سنتے ہی اُنکا چہرہ سرخ ہوگیا۔ اور کہنے لگے میں یہ بات ماننے کے لئے بالکل تیار نہیں۔ آپ کے پیر (یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) کو اگر کوئی برا بھلا کہے تو آپ ذرا اُس سے مباہلہ کرنیکے لئے تیار ہوجاتے ہیں اور مجھے کہتے ہیں صبر کرو۔ خود تو کہتے ہیں کہ

الا اے دشمن نادان و بے راہ بترس از تیغ بران محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام ونشاں است بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

یعنی اے مخاطب اگر تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کرتا ہے تو جان لے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے ایک تلوار بھی دی ہوئی ہے تو اس سے ڈر اور اگر تجھے یہ خیال ہے کہ اس زمانہ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی کرامت نہیں تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے پاس آ اور ان سے کرامت دیکھ لے۔ ان دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لیکھرام کی بد زبانیوں کے مقابلہ میں یہ شعر کہے تھے۔ انہی کی طرف پروفیسر عبداللہ صاحب نے اشارہ کیا اور کہا کہ آپکے پیر کو اگر کوئی برا بھلا کہتا ہے تو آپ فوراً جوش میں آجاتے ہیں اور اسے مباہلہ کا چیلنج دیدیتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی میرے پیر کو گالیاں دے تو آپ کہتے ہیں صبر کرو۔ میں ایسی بات ماننے کے لئے تیار نہیں۔

## صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید

کا بھی ایک اسی قسم کا واقعہ ہے۔ ایک دفعہ میاں چٹو جو قریشی محمد حسین صاحب موجد مفرح عنبری لاہور والوں کے دادا تھے۔ اور اہل قرآن میں سے تھے انہوں نے ایک عرب کو جو ہندوستان میں آیا ہوا تھا لکھنؤ سے بلایا۔ انکی غرض یہ تھی کہ اگر وہ شخص اہل قرآن ہوگیا تو عرب میں یہ مذہب پھیل جائے گا۔ میاں چٹو اس عرب کو قادیان لائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کرائی۔ گفتگو کے دوران میں

## وفات مسیح کا ذکر

آگیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ پنجابی تھے اور آپ مولویوں کی طرح تلفظ ادا نہیں کرتے تھے۔ اس لئے آپ نے سادہ طریق پر قرآن کہہ دیا۔ اس پر وہ عرب کہنے لگا کہ مسیح موعود بنا پھرتا ہے اور قرآن کہنا بھی نہیں آتا قاف کی بجائے کاف کہتا ہے۔ اس کی زبان سے یہ لفظ نکلے ہی تھے کہ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ نے یکدم اپنا ہاتھ اٹھایا اور اُسے مارنا چاہا۔ حضرت

مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی عبدالکریم صاحبؓ سے کہا ان کا ہاتھ پکڑ لیں۔ اور جب تک یہ لوگ اس مجلس سے اُٹھ کر چلے نہ جائیں انہیں چھوڑیں نہیں۔ اور صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کا یہ حال تھا کہ وہ کانپتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے مجھے چھوڑ دیں اسے کچل کر رکھ دوں گا۔ اس نے

## حضرت صاحب کی ہتک کی ہے

پروفیسر عبداللہ صاحب جن کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے یوپی کے رہنے والے تھے۔ اور سارے ہندوستان میں تماشے دکھاتے پھرتے تھے۔ پھر وہ قادیان آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تعلیم حاصل کی۔ اس وقت ان کے پاس ایک پیسہ بھی نہیں تھا۔ وہ پہلے بڑے بڑے سرکسوں کے مالک تھے۔ قادیان آئے تو ان کی یہ حالت تھی کہ وہ مہمان خانہ میں بیٹھ جاتے۔ اور کوئی لڑکا آتا تو اُسے سیر بین دکھا دیتے اور وہ آنہ یا دونی دے دیتا اور اسی پر گزارہ کر لیتے۔ کچھ عرصہ تک وہ پھیری کا کام بھی کرتے رہے۔ جب وہ لوگ اس طرح گزارہ کرلیا کرتے تھے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے نوجوان اس طرح گذارا نہ کر سکیں۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں لوگ اپنا وسیع کاروبار چھوڑ کر قادیان آ گئے تھے اور وہاں پر کسی نہ کسی طرح اپنی روٹی کما لیتے تھے اور گذارہ کر لیتے تھے۔ جو مالدار لوگ اس زمانہ میں آئے ان کا بھی یہ حال تھا کہ انہوں نے اپنے سب مال لٹا دیئے۔ مثلاً

## سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسیؓ

تھے۔ ان کی تجارت بڑی وسیع تھی مگر انہوں نے اپنا سارا روپیہ آہستہ آہستہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیدیا۔ بعد میں جب وہ دیوالیہ ہوگئے۔ تو ان کے ایک دوست سیٹھ لال جی دال جی تھے۔ اور وہ بھی بہت بڑے تاجر تھے سیٹھ صاحب نے انہیں تحریک کی کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دعا کرایا کریں۔ اس میں بڑی برکت ہوتی ہے اور پھر کہا میں آپ کو ماہوار نذرانہ کے طور پر ایک بڑی رقم بھجوایا کرتا تھا۔ آپ بھی انہیں نذرانہ بھجوایا کریں۔ چنانچہ انہوں نے ساڑھے تین سو روپیہ ماہوار بھجوانا شروع کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُن میں روحانیت پائی جاتی تھی۔ ورنہ وہ سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی کو کہہ دیتے کہ آپ نے دعا کرا کے کیا لیا۔ آپ کا تو پہلا کاروبار بھی نہ رہا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ خوب جانتے تھے۔ کہ انہیں جو برکتیں ملی ہیں وہ روحانی ہیں۔ اور ان کو بھی روحانی برکتیں ہی ملیں گی۔ اس لئے انہوں نے سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی کی نصیحت پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ پھر ہمارے ایک دوست

## چوہدری رستم علی صاحب تھے

پہلے وہ سپاہی تھے۔ پھر نائیک ہوگئے پھر سب انسپکٹر بنے۔ پھر پراسیکیوٹنگ انسپکٹر بنے۔ اس وقت تنخواہیں بہت تھوڑی تھیں۔ آج کل تو ایک سپاہی کو مہنگائی الاؤنس وغیرہ ملا کر قریباً ساٹھ روپے ماہوار مل جاتے ہیں۔ لیکن ان دنوں سپاہی کو غالباً گیارہ روپے تھانیدار کو ۴۰ روپے اور انسپکٹر کو ۷۰، ۸۰ یا سو روپے ملتے تھے۔ اور پراسیکیوٹنگ افسر کو سو سے کچھ زیادہ ملتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ وہ اپنی تنخواہ کا ایک بڑا حصہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھجوا دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ انہیں یکدم آرڈر آگیا کہ ان کو عہدہ میں ترقی دی جاتی ہے۔ اور تنخواہ اتنی بڑھائی جاتی ہے۔ اس کے بعد ان کی تنخواہ میں جو بڑھوتی ہوئی۔ وہ ساری کی ساری حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیج دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے حضرت صاحب کو جو خط لکھا وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے پڑھنے کے لئے دیا۔ میں نے پڑھ کر بتایا کہ یہ خط چوہدری رستم علی صاحب کا ہے اور انہوں نے لکھا ہے کہ میں سو روپیہ تو پہلے ہی بھیجا کرتا تھا۔ لیکن اب میری تنخواہ میں ۸۰ روپے کی ترقی ہوئی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ محض حضور کی دعاؤں کے طفیل ہوئی ہے۔ اور آپ کے لئے ہوئی ہے۔ اس لئے اب میں آپ کو ۱۸۰ روپے ماہوار بھیجا کروں گا۔ میں اس بڑھوتی کا مستحق نہیں ہوں بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ میں پہلی تنخواہ کا بھی مستحق نہیں تھا۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی خاطر ہی دے رکھی ہے اب دیکھو اللہ تعالیٰ نے سلسلہ کو جو مالدار دیئے تھے وہ بھی کیسی کیسی قربانیاں کرتے تھے۔ اور پھر ان قربانیوں میں بڑھتے چلے جاتے تھے۔

## خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کو دیکھ لو

اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔ بے شک آخر میں ان میں بگاڑ پیدا ہوگیا۔ لیکن شروع شروع میں وہ پشاور میں نہایت کامیاب وکیل تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک مقدمہ ہوا تو آپ نے خواجہ صاحب کو لکھا۔ کہ اس طرح کا ایک مقدمہ ہے۔ جس میں ایک احمدی وکیل کی نگرانی کی ضرورت ہے چنانچہ آپ اپنی کامیاب وکالت چھوڑ کر پشاور سے گورداسپور آ گئے۔ گو ایک بات ضرور ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ آخر شاید گرے بھی اسی وجہ سے تھے۔ اور وہ یہ کہ جب ان پر تنگی آئی تھی۔ تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روپیہ مانگ لیا کرتے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی کمزوری بعد میں ان کی خرابی کی وجہ ہوئی۔ ورنہ انہوں نے بھی

## بہت قربانی کی تھی

بلکہ میں سمجھتا ہوں ان کی قربانی اپنے سب ساتھیوں سے زیادہ تھی۔ مولوی محمد علی صاحب کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے بڑی قربانی کی۔ انہوں نے اسلامیہ کالج لاہور کی پروفیسری چھوڑی تھی۔ اور اس وقت پروفیسر کی تنخواہ ۸۰-۹۰ روپے ماہوار ہوا کرتی تھی۔ اور انہوں نے قادیان آکر انجمن سے پچیس روپیہ ماہوار تنخواہ لی۔ لیکن حقیقت میں ان کو پچیس نہیں بلکہ ایک سو پچیس روپیہ ماہوار تنخواہ ملا کرتی تھی۔ پچیس روپے انجمن کی طرف سے ملتے تھے۔ اور ایک سو روپیہ ماہوار ان کے لئے نواب صاحب انجمن کو دیا کرتے تھے۔ غرض مولوی محمد علی صاحب نے تو قادیان آکر فائدہ اُٹھا لیا۔ لیکن خواجہ صاحب نے اپنی کامیاب وکالت چھوڑ دی۔ انہوں نے

## مولوی محمد علی صاحب

جیسا فائدہ نہیں اُٹھایا۔ ہاں اگر کبھی ضرورت ہوتی۔ تو حضرت صاحب سے کچھ مانگ لیا کرتے تھے۔ مولوی محمد علی صاحب نے قادیان آکر تنخواہ لی۔ اور پھر اسے بڑھاتے چلے گئے۔ شیخ رحمت اللہ صاحب ان کی تائید کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے۔ کہ ان کی تنخواہ بہت تھوڑی ہے۔ اس لئے ان کی تنخواہ بڑھانی چاہیئے۔ ایک دفعہ میں نے کہا۔ مولوی صدرالدین صاحب کی تنخواہ بھی بڑھانی چاہیئے۔ تو مولوی محمد علی صاحب کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ اور کہنے لگے آپ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ میں نے کوئی قربانی نہیں کی۔ میں نے کہا۔ یہ بات نہیں بلکہ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مولوی صدرالدین صاحب نے بھی تو قربانی کی ہے ان کی تنخواہ بھی بڑھانی چاہیئے۔۔

تو یاد رکھو۔ آنے والے آئیں گے۔ اور انہیں رزق بھی خدا تعالیٰ دے گا۔ مگر پہلے آنے والوں کے لئے بہت برکت ہوگی۔ جو پہلے آئیں گے۔ ان کے لئے جنت کے دروازے پہلے کھولے جائیں گے۔ اور جو بعد میں آئیں گے۔ ان کے لئے جنت کے دروازے بھی بعد میں کھولے جائیں گے۔

خطبۂ جمعہ

# مومن کی تمام ترقی اور کامیابی اس میں ہے کہ وہ استغفار، تسبیح اور تحمید کرتا رہے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۷ر دسمبر ۱۹۵۷ء بمقام ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

جماعت کو یاد رکھنا چاہیئے کہ

## آج کا جمعہ

اپنے اندر ایک خصوصیت رکھتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ آج جماعت کا سالانہ اجتماع اور جمعہ دونوں اکٹھے ہو گئے ہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجتماع کے موقعہ کو برکت کا موجب قرار دیا ہے۔ اور قرآن کریم نے بھی جمعہ کو بوہ برکت کا موجب قرار دیا ہے۔ وہ بھی اجتماع کی وجہ سے ہی ہے۔ اور آج کے دن یہ دونوں چیزیں جمع ہو گئی ہیں یعنی جماعت کا سالانہ اجتماع بھی ہے۔ اور جمعہ کا دن بھی ہے۔ یہ چیز بتاتی ہے کہ

## یہ دن خاص طور پر برکتوں والا ہے

اور خاص طور پر دعاؤں کی قبولیت کا موجب ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ آپ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ اس دن کی برکات سے حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ آپ اس دن کے اثر کی وجہ سے ان اوقات میں جو آپ کو ربوہ میں گزارنے کی توفیق ملے بکثرت استغفار دعاؤں درود اور نمازوں کے ساتھ اپنے دلوں کو منور کریں۔ اور زبانوں کو تر کریں۔ در حقیقت

## مومن کی تمام ترقی

اور کامیابی اسی میں ہوتی ہے۔ کہ وہ استغفار تسبیح اور تحمید کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرے اور اگر ہو سکے تو تہجد کی نماز ادا کرے۔ اور نوافل پر زور دے اگر وہ ایسا کرے۔ تو اس کی دعائیں قبول ہوں گی۔ اور انہیں خدا تعالیٰ تک پہنچانے کے لئے

## آسمان سے فرشتے اتریں گے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فرشتے صبح اور عصر کی نمازوں میں جمع ہوتے ہیں۔ اور مومنوں کی دعائیں خدا تعالیٰ تک پہنچاتے ہیں (مشکوٰۃ باب فضائل الصلوٰۃ) اور جب دو قسم کی برکتیں جمع ہو جائیں۔ یعنی جماعت کا اجتماع بھی ہو۔ اور جمعہ بھی۔ تو ایسی صورت میں دو دفعہ وقت کے فرشتے آسمان سے نازل ہوں گے۔ اور وہ تمہاری دعاؤں کو خدا تعالیٰ تک پہنچا دیں گے۔ اور جب کوئی دعا خدا تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچ جاسکے۔ تو

## وہ ایسا رحیم و کریم خدا ہے

کہ وہ اس کو رد نہیں کرتا۔ بلکہ اسے قبول کرتا ہے۔ اور فرشتوں کو حکم دیتا ہے۔ کہ وہ اس کے بندوں سے ان کی دعاؤں کے مطابق سلوک کریں۔ اور ان کے ماتحت جو مخلوق ہے۔ اسکے دلوں میں بھی تحریک کریں۔ کہ وہ بھی ان نیک بندوں کے ساتھ نیک سلوک کریں۔ اور انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچنے دیں۔

---

## درخواست دعا

خاکسار کے چچا ڈاکٹر غلام احمد صاحب آف چرگاؤں رجمانی، ہمہ اہلیہ عرصہ دو ماہ سے بیمار ہیں نیز ایک بچی عزیزہ حفیظہ بیگم لجا رشیدہ بیگم عرصہ دراز سے بیمار چلی آرہی ہیں احباب سے استدعا ہے انکی صحت کاملہ کیلئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

خاک رمحمد حنیف محرر تعلیم قادیان

---

## مقدمہ کرایہ مکانات کے سلسلہ میں جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی حکومت کو توجہ دہانی

قادیان کے مقدس احمدیہ حلقہ میں مقیم درویشان کے خلاف وصولی رینٹ کے نوٹس دیئے جانے پر بہت سی بیرونی جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان نے سرکاری افسران کی خدمت میں ہمدردانہ غور و توجہ کے لئے ریزولیوشن پاس کرکے بھجوائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزا دے انکے خیر دوست اور سلسلہ کے لئے زیادہ سے زیادہ قربانیاں کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔ آمین جن جماعتوں اور احباب کی طرف سے ریزولیشن موصول ہوئے ہیں۔ ان کی فہرست درج ذیل ہے:-

۱۔ جناب سید عبد الرزاق صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ مونگھیر
۲۔ جناب سید لئیق احمد صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ پٹنہ
۳۔ جناب علی محی الدین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ مدراس
۴۔ جناب محمد ابراہیم صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ دیودرگ
۵۔ سید محمود علی صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ کرنول
۶۔ جناب ایم ابراہیم صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پینگاڈی
۷۔ جناب سیٹھ عبد الحی صاحب۔ جماعت احمدیہ یادگیر
۸۔ جناب محمد یوسف صاحب۔ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ جموں۔
۹۔ جناب ڈاکٹر محمد لطیف صاحب۔ جماعت احمدیہ جے پور۔
۱۰۔ جناب میر سید مدار شاہ صاحب شموگہ
۱۱۔ جناب ایم۔ کے یوسف حسینی صاحب منگلور۔
۱۲۔ جناب این حامد صاحب کنانور۔ مالابار۔
۱۳۔ جناب محمد عبد اللہ صاحب۔ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ لفقہ روداہ
۱۴۔ جناب سید ذکریا صاحب۔ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کیدرنگ
۱۵۔ جناب عبد السلام صاحب۔ جماعت احمدیہ بنارس چھاؤنی۔
۱۶۔ جناب ضمیر احمد صاحب جماعت احمدیہ امروہہ
۱۷۔ جناب شیخ ابراہیم صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ موسکو بنی مائینز
۱۸۔ جناب شیخ ظاہر الدین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کیرنگ
۱۹۔ جناب ایم عبد اللہ در صاحب جماعت احمدیہ کوٹارہ ✻

✻ ۲۰۔ جناب پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ حضرت ایم منڈاسگر صاحب جماعت احمدیہ ہبلی۔
۲۱۔ جناب حکیم میر غلام محمد صاحب احمدی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ یاڑی پورہ کشمیر
۲۲۔ جناب ولی محمد صاحب۔ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کنی پورہ کشمیر
۲۳۔ جناب غلام محمد صاحب بخشی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ سرینگر۔
۲۴۔ جناب مولوی عبد الواحد صاحب مبلغ آسنور کشمیر۔
۲۵۔ جناب میاں شمس الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ
۲۶۔ جناب سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ حیدر آباد و سکندر آباد۔
۲۷۔ جناب اکبر علی صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ بالسرہ۔ بنگال۔
۲۸۔ جناب آئی۔ کے نوزجی صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نت گاڈی
۲۹۔ جناب اے۔ این۔ کے حفیظ صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ستان کولم

---

## زکوٰۃ

- زکوٰۃ اسلام کے ان پانچ ارکان میں سے ہے جن میں سے کسی ایک رکن کو چھوڑنے والا انسان مسلمان نہیں ہو سکتا۔
- زکوٰۃ کا تارک اسی طرح خدا تعالیٰ کے حضور قابل مواخذہ ہے جس طرح کہ ایک نماز کا تارک
- زکوٰۃ مومن کے مال کو پاک کرنے اور اس میں برکت ڈالنے کا ایک ذریعہ ہے
- اپنے طور پر زکوٰۃ کا خرچ کرنا شرعاً ناجائز ہے۔
- حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے زکوٰۃ کی وصولی کا کام نظارت بیت المال کے سپرد فرمایا ہے۔
- زکوٰۃ کے نصاب کی حد حسب ذیل ہے اور شرح چالیسواں حصہ ہے۔

| سونے کا نصاب | چاندی کا نصاب |
| --- | --- |
| ۷ تولہ ۴ ماشہ | ۵۲ تولہ ۴ ماشہ |

پس اگر ہمارے دوست اور ہماری بہنیں زکوٰۃ کی اہمیت اور فرضیت کا پورا احساس کرکے اپنا جائزہ لیں۔ تو خدا کے فضل سے سینکڑوں گھروں سے کچھ نہ کچھ زکوٰۃ نکل سکتی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

ناظر بیت المال قادیان

# سیرالیون (مغربی افریقہ) میں احمدیت کی روز افزوں ترقی!

## نئی جماعتوں کا قیام پچاس افراد کا قبول احمدیت

### مخالفت کے باوجود افریقین احمدیوں کا قابل قدر اخلاص

(از مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری مبلغ انچارج سیرالیون مشن)

ماہ نومبر میں سیرالیون میں اللہ تعالےٰ نے ہمیں تین مزید مخلص نئی جماعتیں عطا کی ہیں۔ اور پچاس افراد سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ ایسے علاقہ میں جہاں کہ پہلے ایک احمدی فرد بھی نہ تھا۔

یہ جماعتیں دراصل ہمارے دو افریقن احمدی بھائیوں کے ذریعہ قائم ہوئی ہیں۔ ان کی تبلیغی رپورٹ حضور کی خدمت میں خاکسار پہلے پیش کر چکا ہے۔ ان کے ذریعہ تین جگہوں پر بیالیس افراد احمدی ہوئے ان کی واپسی کے معاً بعد میں نے پاکستانی مبلغ مکرم غلام نبی صاحب کو وہاں روانہ کیا جنہوں نے تینوں گاؤں میں دو دو تین تین دن قیام کیا۔ مگر اس علاقہ میں گھنے جنگلات اور دلدلیں ہونے کی وجہ سے مچھر بہت خطرناک ہے اور غلطی سے انہوں نے کونین استعمال کرنے میں سستی کی اور خطرناک طور پر بیمار ہو گئے۔ اور چلنے کے قابل نہ رہے۔ ان نئے احمدیوں نے کافی اخلاص کا مظاہرہ کیا۔ اور اپنے خرچ پر لاری کرایہ پر لے کر انہیں ریلوے سٹیشن تک لائے اور وہاں سے ایک احمدی دوست کے ساتھ انہیں بو روانہ کر دیا۔ اور مجھے بھی تار دے دی۔ بو پہنچنے پر انہیں سیدھا ہسپتال پہنچایا گیا۔ جہاں پر خدا تعالیٰ کے فضل سے تین چار دن میں وہ ٹھیک ہو گئے ان کے وہاں قیام کے دوران میں آٹھ افراد نے مزید بیعتیں کیں۔ پھر خاکسار اور ملک غلام نبی صاحب دونوں چند دنوں کے لئے اس علاقہ میں گئے۔ اور خاکسار نے خود ان نئے احمدی احباب کا اچھی طرح جائزہ لیا۔ ریل گاڑی چار گھنٹے لیٹ ہونے کی وجہ سے ہم رات کے دس بجے گاڑی سے اُترے۔ ہمارے ساتھ احمدیہ جماعت بو کے پریذیڈنٹ بھی تھے۔ بھیڑ اور دیر ہو جانے کی وجہ سے ہمیں آگے جانے والی لاری میں جگہ نہ ملی۔ صرف پریذیڈنٹ صاحب بو لاری پر سوار ہو سکے۔ اور میں اور ملک غلام نبی صاحب وہاں ہی بیٹھے رہے۔ چنانچہ جب پریذیڈنٹ صاحب بو پہلی نئی جماعت والے قصبہ میں پہونچے اور احباب کو ہماری آمد کی اطلاع دی۔ تو اسی وقت چھ احمدی نوجوان ہمارے لئے سٹیشن کو روانہ ہو گئے۔ دو سائیکلوں پر اور چار پیدل۔ سائیکل سواروں نے ہمارے پاس پہنچ کر ہمیں سائیکلوں پر آگے بٹھا لیا۔ اور دوسرے چار نوجوانوں نے ہمارا سامان اٹھا لیا۔ اور اس طرح ہم کوئی ½۱۱ بجے شب بخریت منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ اور باوجود اس کے کہ اتنی رات ہو چکی تھی۔ پھر بھی ان نئے احمدیوں میں سے اکثر احباب قصبہ کے باہر کھڑے ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ ہم نے داخل ہونے سے پہلے وہاں بیٹھ کر دعا کی اور پھر سب سے ملاقات کی۔ اور باوجود اس کے کہ ہم سارا دن سفر کر کے تھکے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے اخلاص اور محبت میں ہمیں سونے نہ دیا۔ اور رات کے ½۱ بجے تک سوال و جواب اور باتیں کرتے رہے۔ اور کھانا بھی کھلایا۔ وہاں ہم نے دو دن قیام کیا اور نئے احباب کی تربیت کی۔

اب وہاں کے احمدیوں کو غیر احمدیوں نے اپنی مسجد میں آنے سے منع کر دیا ہے۔ حالانکہ اس مسجد پر زیادہ خرچ احمدیوں نے کیا ہوا ہے۔ چنانچہ اس بنا پر ایک مرتبہ جھگڑا بھی ہو چکا ہے۔ معاملہ علاقہ کے پرائمری چیف تک گیا۔ جس نے احمدیوں کے خلاف مخالفانہ رویہ رکھا۔ مگر ہمارے سمجھانے پر خود احمدی احباب نے مسجد کے معاملہ میں سب حقوق چھوڑ دیئے۔ اور اب انہیں اپنی علیحدہ مسجد بنانے کے لئے کہا گیا ہے۔ غیر احمدیوں نے پیرامونٹ چیف کو کہا کہ احمدی تمہاری اجازت کے بغیر اس علاقہ میں ایک نیا دین لے آئے ہیں۔ چیف ہمیں تو کچھ نہ کہہ سکا۔ مگر لوکل احمدیوں کے خلاف ہو گیا مگر اس سے علیحدہ مل کر ملک غلام نبی صاحب نے سمجھایا اور قرآن کریم انگریزی اور لائف آف محمدؐ انگریزی اور دیگر کتب اسے اور اس کے پڑھے لکھے وزراء کو دکھائیں وہ خود ان پڑھ ہے۔ چنانچہ اس کے اپنے وزراء نے اسے سمجھایا کہ احمدیوں کے قرآن کریم اور دیگر کتب سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ حقیقی مسلمان یہی ہیں۔ اور کوئی نئی چیز نہیں لائے بلکہ اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ نیز غیر احمدی مخالفین کو بھی سمجھایا اور اس طرح بظاہر یہ جھگڑا ختم ہو گیا۔ لیکن علاقہ میں فی الحال مخالفت کی آگ سلگ رہی ہے۔ اور مخالفین احمدیت دوسرے گاؤں سے مل مل کر میٹنگیں کر رہے ہیں۔ تاہم حالات عموماً احمدیت کے حق میں ہیں۔ لوگ ہمارے مخالف بھی ہیں۔ اور موافق بھی باتیں کرتے ہیں۔ ہم نے اکثر لیڈروں اور لوکل اماموں اور ملاؤں سے مل کر انہیں تبلیغ کی۔

اس گا بمباہوں سے آگے بھی دو جماعتیں قائم ہیں۔ وہاں سے بذریعہ لاری ہم ان کے پاس بھی گئے۔ اور کچھ عرصہ ٹھہر کر ان کی تربیت کی۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے سب کو مخلص پایا۔ اور اب اکثر ہمارے جلسہ سالانہ پر بو آ رہے ہیں۔ گو مخالفت موجود ہے۔ مگر بعض احمدیوں کے اخلاص کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ جب ہمارے مبلغ ملک غلام نبی صاحب "کامباما" کی جماعت کے پاس کچھ عرصہ ٹھہر کر "باندٹے ہوں" گئے۔ تاکہ اس گاؤں میں بھی تبلیغ کریں۔ تو جب ان کو وہاں پر دیر ہو گئی اور واپس نہ آسکے۔ تو "کامباما" کے نئے احمدی ان کے لئے کھانا پکا کر بذریعہ لاری وہاں لے گئے۔ جہاں کہ وہ گئے ہوئے تھے۔ لیکن وہ دوسری لاری کے ذریعہ واپس کامباما آ گئے۔ چنانچہ ان احمدیوں کو پھر وہ کھانا لے کر بذریعہ لاری واپس آنا پڑا۔ اسی طرح ایک احمدی کالڑکا جو عمر پچیس ۲۵ سال اسے متواتر دھمکیاں دے رہا ہے۔ کہ اگر اس نے احمدیت نہ چھوڑی تو وہ اسے یعنی باپ کو قتل کر دے گا۔ یا کسی طریق سے مروا دے گا۔ کیونکہ اس نے خاندان کو اپنے احمدی ہو جانے کی وجہ سے بدنام اور بے عزت کر دیا ہے۔ وہ شخص خدا تعالےٰ کے فضل سے احمدیت پر سختی سے قائم ہے۔ اور مخلص ہے۔ چنانچہ وہ اپنے گاؤں سے دس میل کے فاصلہ پر پیدل کر ہمیں ملنے کے لئے آیا۔ اور پھر ہمیں ساتھ لے کر اپنے گاؤں گیا۔ جہاں ہم نے رات گذاری۔ اور اس کے لڑکے کو بھی تبلیغ کی۔ مگر اس نے ہم سے بات کرنی بھی پسند نہ کی۔ اسی طرح بعض لوگ جن کی لڑکیاں احمدیوں کے گھروں میں ہیں۔ انہیں دھمکیاں دے رہے ہیں۔ کہ اگر انہوں نے احمدیت نہ چھوڑی اور توبہ نہ کی تو وہ ان سے اپنی لڑکیاں واپس لے لیں گے۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ احمدی ثابت قدم ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ بعض عورتوں نے جواب دیا کہ گو ہم احمدی نہ ہوں گی۔ مگر ہم اتنی سی بات پر اپنے خاوندوں کو نہ چھوڑیں گی۔

ایک عورت نے جس کا لڑکا اس علاقہ میں ایک معزز تاجر اور حاجی ہے۔ اور عرب ممالک اور مکہ مکرمہ میں تیرہ سال رہ چکا ہے بیعت کی ہے اور اب احمدیوں کے ساتھ نماز ادا کرتی ہے۔ جب اس کے لڑکے کو جو کہ ایک دوسرے گاؤں میں ہے پتہ لگا کہ اس کی والدہ احمدی ہو گئی ہے۔ اور مسجد چھوڑ کر اب احمدیوں کے ساتھ نماز ادا کرتی ہے۔ تو اس نے ایک خاص آدمی بھیجا کہ تمہیں دین کا کیا علم ہے۔ میں جانتا ہوں۔ کہ احمدی جھوٹے ہیں۔ اور میں تمہارا لڑکا ہوں۔ تم احمدیت چھوڑ دو۔ اور اپنے پرانے مذہب مالکی پر قائم رہو۔ اور میں نے تمہیں اپنے خرچ پر حج کرایا تھا۔ (وہ عورت حاجی بھی ہے) میرا تم پر حق ہے۔ مگر اس عورت نے اپنے لڑکے کی ان دھمکیوں کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ اور احمدیت پر قائم ہے۔ چنانچہ جب ہم اس کے گاؤں میں پہونچے۔ تو اس نے اپنے لڑکے کو وہاں بلایا اور میرے پاس لائی۔ کافی دیر عربی میں بحث ہوتی رہی۔ لوگوں نے چاہا کہ انگریزی میں گفتگو ہو۔ تاکہ وہ بھی سمجھیں۔ مگر وہ مرعوب رہا۔ اور اسی ڈر سے کہ کہیں اس کے مبلغ علم کا پول نہ کھل جائے۔ عربی میں باتیں کرتا رہا۔ اور زیادہ معترف نہ ہوا۔ گو مخالفت جاری رکھی۔

ایک دفعہ اس کے مکان پر جا کر بھی اسے تبلیغ کی۔ میرے ساتھ دس پندرہ احمدی بھی تھے۔ اس کی والدہ بھی موجود تھی بہت خوش ہوئی۔ اور ہمیں چھوڑنے کیلئے گاؤں سے باہر تک رخصت کرنے آئی۔ اور احمدیت پر قائم رہنے کا وعدہ کیا۔

مرکز سے مزید مبلغین کے آنے پر انشاء اللہ اس علاقہ میں ایک مبلغ مستقل طور پر متعین کیا جائے گا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ دشمنوں کو ناکام کرے اور احمدیوں کے اخلاص اور ایمان میں ترقی دے اور وہ ثابت قدم رہیں۔

# لازمی چندہ کی فرضیت

اور

## اس سے غفلت کرنے والوں کے لئے انذار

یہ امر کسی احمدی دوست سے پوشیدہ نہیں ہے کہ چندہ عام و حصہ آمد اور جلسہ سالانہ جماعتی طور پر لازمی اور ضروری چندے ہیں۔ اور سب سے مقدم ہیں۔ کیونکہ ان کی بنیاد خود سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھی ہے۔ اور ان میں باقاعدگی کے لئے حضور تاکید کرتے ہوئے یہاں تک فرماتے ہیں کہ:۔

"جو شخص تین ماہ تک چندہ ادا نہ کرے گا۔ اس کا نام سلسلہ بیعت سے کاٹ دیا جائے گا اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپروا جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہ رہ سکے گا"

(تبلیغ رسالت جلد دوم)

گویا تین ماہ تک چندہ نہ دینے والے کے متعلق حضور کا اس قدر سخت انذار ہے کہ وہ سلسلہ بیعت سے کٹ جاتا ہے۔ چہ جائیکہ جو شخص اس سے زیادہ کئی ماہ یا کئی سال سے چندہ کا تارک ہو۔ اب شخص ایسے تاریک انجام کے متعلق خود غور کر سکتا ہے۔

ظاہرا طور پر اگر کوئی جماعت سے خارج نہ بھی ہو۔ لیکن خدا تعالیٰ کے دفتر میں اس کوتاہی کی پاداش میں اگر کسی کا سلسلہ بیعت سے نام کٹ جائے تو یہ امر اس کے لئے ارشاد خداوندی خسر الدنیا والاخرۃ کے مطابق سخت نقصان اور خسران کا موجب ہے۔

اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسالہ الوصیت میں جماعت کو تقویٰ اللہ اور مالی قربانی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں العیاذ باللہ۔

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ ایک منافق جس نے دنیا سے محبت کر کے اس حکم کو ٹال دیا وہ عذاب کے وقت آہ مار کر کہے گا کہ کاش میں تمام جائیداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دیدیتا اور اس عذاب سے بچ جاتا"

پس حضور کے اس ارشاد سے بھی ظاہر ہے کہ جو لوگ مال کی محبت کی وجہ سے مالی قربانی میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے وعدہ بیعت کو بھلا دیتے ہیں ان کو وہ مال و دولت جس کی خاطر اس عہد کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے نجات یا مخلصی نہ دلا سکے گا بلکہ مال اس کے لئے عذاب کا ذریعہ بن جائے گا۔

میں جانتا ہوں کہ اس وقت جماعت کے سامنے مستقل چندوں کے علاوہ دیگر طوعی چندے مثلاً تحریک جدید و تعمیر مساجد وغیرہ کے ہیں۔ گو یہ طوعی چندے خدا تعالیٰ کے خاص فضلوں کے جاذب بن سکتے ہیں۔ مگر کسی کو اس غلط فہمی میں نہ پڑنا چاہیئے کہ طوعی چندوں کے ادا کر دینے سے لازمی اور مستقل چندوں سے سبکدوشی حاصل ہو سکتی ہے یا یہ چندے لازمی چندوں کے بدل قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ لازمی چندوں کو دینی فرضیت حاصل ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے ہے۔ پس ان لازمی چندوں کا تارک یقیناً خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہو گا۔

لازمی چندوں کی فرضیت کے متعلق خود حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی تحریک جدید کے چندہ کی تحریک کی ابتداء میں اور پھر جلسہ سالانہ ۱۹۳۵ء کے موقعہ پر بھی فرماتے ہیں کہ:۔

"تحریک جدید کو ہم کتنی ہی ضروری قرار دیں یہ لازمی ہدایت ہے کہ اگر اس تحریک کا اثر پہلے کاموں کے خلاف پڑے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ہم ہر دلعزیزی کا کام کریں تو سلسلہ کو بجائے فائدہ کے نقصان پہنچاتے رہیں گے"۔

پھر اس تقریر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"تحریک جدید میں صرف انہی لوگوں سے چندہ لیا جائے گا جو اپنے (فریضہ چندہ کے) بقائے ادا کر دیں گے اور مستقل چندے بھی پوری طرح دیں گے"۔

**الغرض** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو لازمی چندوں کی فرضیت اور اہمیت سے جماعت کو آگاہ فرمایا ہے۔ اور اس چندہ کی اہمیت کو اچھی طرح سے واضح فرما دیا ہوا ہے۔ احباب اور عہدے داران جماعت کا فرض ہے کہ اسی کے مطابق ان چندوں کی ادائیگی اور فراہمی کے لئے پوری تندہی اور کوشش سے عملدرآمد کرتے اور کراتے رہیں۔

اگر ان چندوں کی فرضیت سے جماعت کے تمام احباب کو بالعموم اور ان افراد کو بالخصوص وضاحت کے ساتھ آگاہ کر دیا جائے جو سلسلہ میں نئے داخل ہوتے ہیں یا جو طوعی مالی قربانیوں میں حصہ لینے کی وجہ سے اپنے لازمی چندوں کی اہمیت کو نظر انداز کر دیتے یا ان کی ادائیگی میں سستی سے کام لیتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ آگے بھی اس میں باقاعدگی اختیار نہ کریں جس کے باعث جماعتوں کے بجٹ میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔

پس احباب اور عہدہ داران جماعت سے درخواست ہے کہ وہ لازمی چندوں کی اہمیت سے احباب کو کما حقہ واقف کراتے رہیں اور پھر اس کی وصولی کے لئے اپنی سرگرم کوشش جاری رکھیں۔

بالآخر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان ذمہ داریوں کے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے مامور کی طرف سے ہم پر عائد کی گئی ہیں اور ہر رنگ میں خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

---

# تحریک "وقف جدید"

## تبلیغ کو وسیع کرنے کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ایک نئی تحریک

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال جلسہ سالانہ ربوہ کے موقعہ پر تبلیغی جدوجہد کو وسیع کرنے کے متعلق ایک مفصل سکیم بیان فرماتے ہوئے جہاں احباب جماعت کو اپنی زندگیاں وقف کرنے کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ وہاں اس سکیم کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر اخراجات کے لئے بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے چندہ کی ایک خاص تحریک فرمائی ہے جس کے مطابق ہر مخلص احمدی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس میں حصہ لیتے ہوئے چھ روپے سالانہ بالمقطع یا بالاقساط ادا کرے۔

اس سکیم کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے حضور نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ

"میرے دل میں چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے اسلئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں کپڑے بیچنے پڑیں۔ میں اس فرض کو تب بھی پورا کر دوں گا۔ اگر جماعت کا ایک فرد بھی میرا ساتھ نہ دے۔ خدا تعالیٰ ان کو الگ کر دیگا۔ جو میرا ساتھ نہیں دے رہے اور میری مدد کے لئے فرشتے آسمان سے اتارے گا۔

پس میں اتمام حجت کے لئے ایکبار پھر اعلان کرتا ہوں۔ تاکہ مالی امداد کی طرف بھی لوگوں کو توجہ ہو"۔

حضور کے ارشاد کے ماتحت ہر مخلص احمدی کا فرض ہے کہ وہ امام وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس سکیم کو کامیاب بنانے کیلئے اپنا قدم آگے بڑھائے۔ اور عملی طور پر اس بات کا ثبوت دے کہ وہ درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والا ہے۔

دوستوں کو چاہیئے کہ وہ فوری طور پر اپنے وعدوں اور ادائیگیوں کی اطلاع نظارت بیت المال میں بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ تاکہ یہاں سے مجموعی فہرست وعدہ جات و ادائیگی کی اطلاع حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کی جا سکے۔

دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان میں اس چندہ کے لئے ایک علیحدہ امانت بنام "وقف جدید" کھول دی گئی ہے۔ جو دوست رقوم بھجوائیں وہ اس امانت کا حوالہ بھی دیں تاکہ ایسی رقوم بلا تاخیر "وقف جدید" میں جمع ہو سکیں۔

امید ہے کہ جماعت احمدیہ ہندوستان کے احباب حضور کی اس اہم اور بابرکت تحریک میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر اللہ تعالیٰ کی رضا اور خلیفۂ وقت کی خوشنودی حاصل کرنے والے بنیں گے۔

جماعتوں کے امراء۔ صدر صاحبان و عہدیداران مال کا فرض ہے۔ کہ وہ حضور کی اس تحریک کو جماعت کے ہر بڑے چھوٹے فرد تک پہنچا کر اور ان کے وعدوں اور وصولی چندہ کی اطلاعات جلد از جلد مرکز میں بھجوا کر فرض شناسی کا ثبوت دیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے جملہ احباب کو اس تحریک میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

# احمدیت کے لٹریچر کے متعلق

## ایک غیر از جماعت دوست کے تاثرات

حسب معمول نظارت دعوت وتبلیغ کی طرف سے کیرالہ سٹیٹ کے ایک محقق غیر از جماعت دوست کو سلسلہ کا لٹریچر مطالعہ کے لئے روانہ کیا گیا۔ ان کی طرف سے شکریہ کے ساتھ جن تاثرات کا اظہار کیا گیا، اُس کا ترجمہ حسب ذیل ہے :-

"مجھے کتاب ٹیچنگز آف اسلام کے مطالعہ کا بہت اشتیاق تھا اسے دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ اسی طرح احمدیہ موومنٹ ان انڈیا ہی میرے مقصد کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ یہ کتاب میرے زیر مطالعہ مضمون "تاریخ ہند میں اسلام کی اہمیت" کا ایک جزو ہے۔

میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے سچے مذہب کے مطالعہ کے لئے مجھے کتب ارسال فرمائیں۔ آپ کا مخلص

کے۔ وی۔ محمد علی۔ قاضی کوڈ (کیرالہ)"

نوٹ:- اگر کوئی دوست اپنے کسی غیر مسلم بھائی یا کسی غیر احمدی دوست کو اپنا لٹریچر بھجوانا چاہیں، تو وہ فوراً نظارت ہذا کو لکھیں نظارت کی طرف سے مناسب لٹریچر بھجوا دیا جائے گا۔ ان دوستوں کے پتے صحیح اور خوشخط ہونے چاہئیں تاکہ لٹریچر پہنچنے میں کس طرح کی تاخیر یا دقت نہ ہو۔

ناظر دعوت وتبلیغ قادیان

# شعبہ ذہانت وصحت جسمانی مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کی ماہانہ کارگذاری

## بابت ماہ دسمبر ۱۹۵۷ء

مورخہ ۱۴ر دسمبر کو "خالد" اور "طارق" گروپوں کے درمیان رسہ کشی کا دلچسپ مقابلہ ہوا۔ جس میں "طارق" گروپ کامیاب رہا۔

مورخہ ۱۹ر دسمبر کو بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں زیر صدارت مکرم نائب صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ انہی دو گروپوں کا "جنرل نالج" میں مقابلہ ہوا۔ تعلیمی معیار کے لحاظ سے مقابلہ میں حصہ لینے والے خدام کو الف اور ب دو گروپوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ ججز کے فیصلہ کے مطابق گروپ الف میں سے چوہدری عبد القدیر صاحب اول اور مولوی بشیر احمد صاحب گیانی دوم قرار پائے۔ اور گروپ 'ب' میں سے عزیزم زین العابدین صاحب انور اول اور طیب علی صاحب دوم رہے۔ محترم نائب صدر صاحب نے اول اور دوم آنے والے خدام کو انعامات تقسیم فرمائے۔ ان انعامات میں مکرم عبد العظیم صاحب مینیجر بک ڈپو تالیف واشاعت نے پانچ عدد کتب بطور عطیہ دیں۔ فجزاہ اللہ خیراً۔

مورخہ ۲۰ر دسمبر کو خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کی ٹیموں کا رسہ کشی میں مقابلہ ہوا اور خوب زور آزمائی کے بعد خدام الاحمدیہ کی ٹیم (طارق گروپ) جیت گئی۔ مکرم صدیق امیر علی صاحب آف مالابار (جو ان ایام میں قادیان میں مقیم تھے) دونوں ٹیموں کی چائے اور مٹھائی سے حوصلہ افزائی فرمائی۔ فجزاہ اللہ خیراً۔

(ناظم ذہانت وصحت جسمانی مجلس خدام الاحمدیہ قادیان)

# تفسیر صغیر کے خریداران کو ضروری اطلاع

جن احباب نے تفسیر صغیر کی خریداری کے سلسلہ میں اپنے نام دفتر ہذا میں درج کروائے تھے ان سب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ تفسیر صغیر کی قیمت فی نسخہ اٹھارہ روپیہ ہے اور رجسٹرڈ پیکٹ پر ۲/۲۵ روپے ڈاک خرچ آئے گا۔ اور جب تک ہر خریدار کی طرف سے ۲۱/۲۵ روپے پوری کی پوری رقم امانت "ت" نظارت دعوۃ وتبلیغ دفتر محاسب قادیان میں پیشگی جمع نہ ہو جائیگی۔ اس وقت تک انہیں تفسیر صغیر نہیں بھجوائی جائے گی۔ لہذا جملہ خریداران سے ضروری التماس ہے کہ وہ اس اعلان کے مطابق ۲۱/۲۵ روپے دفتر محاسب میں جمع کرا کر کوپن نمبر سے دفتر ہذا کو اطلاع دیں اگر رقم جمع ہے تو کمی کو پورا کر کے اطلاع دیں تاکہ تفسیر صغیر انہیں بھجوا دی جائے۔ واضح ہو کہ تفسیر صغیر ربوہ سے براہ راست بذریعہ رجسٹرڈ پیکٹ ایسے اصحاب کے نام بھجوائی جائیگی وصولی کی اطلاع آپ دفتر ہذا کو بلا تاخیر دیکر ممنون فرماویں۔

نظارت دعوت وتبلیغ قادیان

# سلسلہ کے دو جلیل القدر بزرگوں کی وفات پر

## جماعتہائے احمدیہ کا اظہار تعزیت

(۲)

### درویشان قادیان کی طرف سے قرارداد تعزیت

قادیان ۱۳ر جنوری۔ بعد نماز جمعہ مسجد اقصیٰ میں جملہ درویشان کرام نے حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی الاسدیؓ اور جناب ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی امیر جماعت احمدیہ گجرات کی وفات پر دلی رنج وافسوس کا اظہار کرتے ہوئے متفقہ طور پر حسب ذیل قرارداد تعزیت پاس کی :-

ماہ دسمبر میں سلسلہ احمدیہ کی دو نامور اور قابل قدر ہستیاں ہم سے جدا ہو کر ہمیشہ کے لئے اپنے مولیٰ حقیقی کے پاس پہنچ چکی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ چنانچہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی الاسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۵ر دسمبر کو سکندر آباد میں رحلت فرما گئے۔ آپ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدیم اور مخلص صحابی اور سلسلہ کے سب سے پہلے صحافی تھے۔ آپ نے ہی سب سے پہلے قادیان سے اخبار الحکم جاری فرمایا۔ جس میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات طیبات شائع ہو کر احباب جماعت کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب بنتے رہے۔ حتیٰ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اخبار الحکم کو اپنا بازو قرار دیا۔

آپ تقسیم ملک سے کئی سال پہلے سکندر آباد میں مقیم تھے۔ اس جگہ بھی آپ نے قرآن کریم اور احادیث کے مسائل پر مشتمل متعدد کتب لکھیں۔ آپ نے تاریخ احمدیت کا بھی بہت سا حصہ مرتب فرمایا ہے۔ سفر یورپ اول میں آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہمراہ تھے۔ غرضیکہ آپ کا وجود جماعت میں بہت ممتاز اور قابل قدر تھا۔ آپ نے نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک سلسلہ کی گرانقدر خدمت سرانجام دی۔ احمدیت کی موجودہ اور آئندہ نسلیں آپ کی ان خدمات جلیلہ کو ہمیشہ یاد رکھیں گی۔

۲- اس ماہ میں وفات پا جانے والے ہمارے دوسرے بزرگ جناب ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ گجرات ہیں۔ آپ ایک عرصہ سے صاحب فراش تھے۔ آپ اپنے نام کی طرح سلسلہ کے مخلص خادم اور پرجوش مبلغ اور نہایت کامیاب مناظر تھے۔ اور ہر موقعہ پر سلسلہ کی خدمت کے لئے کمربستہ رہے۔ مخالفین سلسلہ کے لئے آپ کی تقاریر اور تحریرات ایک حجت قاطعہ کا رنگ رکھتی تھی۔ چنانچہ آپ کی اس خوبی کے پیش نظر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گذشتہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آپ کو خالد کے لقب سے نوازا۔ بلاشبہ مرحوم کی ان خدمات جلیلہ کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

۳- پس جملہ درویشان قادیان ان ہر دو بزرگان کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج وغم کا اظہار کرتے ہیں اور ان کی جدائی کو بہت بڑا جماعتی نقصان یقین کرتے ہیں۔

دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر دو بزرگان کی روح کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ اور ان کے پسماندگان کا حافظ وناصر ہو۔ آمین۔

اس صدمہ عظیمہ پر ہم حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مرحومین کے جملہ لواحقین، عزیزان اور تمام احباب جماعت سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس خلاء کو جو ان بزرگوں کی وفات کی وجہ سے سلسلہ میں پیدا ہوا ہے۔ احسن طور پر پُر کرنے کے سامان فرمائے۔ اور ہم سب کو ان کے نیک نمونہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

### منجانب جماعت احمدیہ جمشید پور

ہم ممبران انجمن احمدیہ جمشید پور حضرت عرفانی صاحبؓ کی وفات حسرت آیات کی خبر سنکر نہایت ہی غمگین ہیں۔ اور آپ کے پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ حضرت مفتی صاحبؓ کی وفات کے بعد یہ سانحہ بھی سلسلہ حقہ کے لئے نہایت ہی جانگداز ہے۔ دعا ہے کہ مولیٰ کریم اس خلاء کو جلد از جلد اپنے فضل وکرم سے پُر کر دے اور اُن کے نقش قدم پر ہر مخلص احمدی کو چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

قرار پایا کہ اس قرارداد کی نقول بخدمت ایڈیٹر صاحب اخبار بدر قادیان بھیجی جائے۔ نیز ان کے رشتہ داروں کو بھی ارسال کی جائے۔

# قادیان میں مخالفین احمدیت کا ایک شر انگیز جلسہ

## قابلِ توجہ حکومتِ پنجاب و ہند

احمدیہ جماعت ایک پُرامن اور پابند قانون عالمگیر جماعت ہے۔ اور اس کے چند سو افراد اپنے مقدس مرکز میں مقدس مقامات کی آبادی اور خدمت کے لئے مقیم ہیں۔ اور درویشانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ بعض شرارت پسند لوگ آئے دن جماعت کے خلاف دشنام دہی اور الزام تراشی کرتے رہتے ہیں۔ ان میں سے ایک شخص مسمی کنج لال عرف ربّ قادیان ہے جس کو متعدد بار احمدیہ جماعت کے خلاف شر انگیزی کی وجہ سے سرکاری افسران کی طرف سے تنبیہہ ہو چکی ہے۔ لیکن وہ آئے دن جماعت کے خلاف کوئی نہ کوئی شرارت اور شاخسانہ کھڑا کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ مورخہ ۱۰/۱/۵۸ کو شام کے وقت غلہ منڈی میں تقریر کرتے ہوئے اس نے اور اس کے بعض دوسرے ساتھیوں نے جماعت احمدیہ، اس کے مقدس بانی، موجودہ امام اور سلسلہ کے ذمہ دار افراد کے خلاف بے بنیاد الزام لگائے۔ اور ان کی تذلیل اور دشنام دہی کی۔ اور پبلک میں جماعت کے خلاف اشتعال پیدا کیا۔

ہم سرکاری حکام سے باادب عرض کرتے ہیں کہ اس شخص اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو شر انگیزی اور فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے سے روکا جائے۔ اور ان کے خلاف مؤثر کارروائی کی جائے۔ تاکہ آئندہ اس قسم کی حرکات کا سدِّ باب ہو سکے اور ہمارے شہر کی فضا مکدر نہ ہو۔



## خبریں

نئی دہلی ۱۳ر جنوری۔ کشمیر کے لئے اقتصادی سبھا کے نمائندے ڈاکٹر گراہم نے آج وزارت خارجہ کے دفتر میں وزیر اعظم شری نہرو سے پون گھنٹہ بات چیت کی۔ اس موقعہ پر وزیر دفاع شری کرشنا مینن اور وزارت برائے امور کامن ویلتھ کے سیکرٹری شری ڈیسائی بھی موجود تھے۔ ڈاکٹر گراہم کے ہمراہ ان کے دو مشیروں نے بھی بات چیت میں حصہ لیا۔ راجدھانی کے سیاسی حلقوں نے بتایا ہے۔ کہ ڈاکٹر گراہم کی شری نہرو سے آج کی بات چیت ابتدائی نوعیت کی تھی۔ اصل بات چیت ان کے دورہ کراچی کے بعد دوبارہ دہلی آنے پر ہوگی۔ اس وقت بھارت کشمیر کے متعلق اپنے رویہ کا اعادہ کریگا شری کرشنا مینن یہ بات واضح کر چکے ہیں۔ کہ جب تک پاکستان کی جارحانہ کارروائی ختم نہیں ہوتی۔ تب تک بھارت کوئی بات چیت کرے گا۔

ماسکو ۱۳ر جنوری۔ روس کے ہوابازی کے ماہر وینیر دلاڈی میر سیتوف کا ایک رسالہ میں مضمون شائع ہوا ہے جس میں لکھا گیا ہے کہ مستقبل قریب میں روس ایسے ہوائی جہاز تیار کرے گا۔ جنکی رفتار آواز کی رفتار آواز کی رفتار سے پانچ گنا زیادہ ہوگی۔

واشنگٹن ۱۳ر جنوری۔ صدر آئزن ہاور نے آج امریکن کانگریس کو اگلے سال بجٹ کے مطابق امریکہ ۱۹۵۸ء میں ۷۳ ارب ۹۰ کروڑ ڈالر خرچ کرے گا۔ اس میں ۴۵ ارب ۸۰ کروڑ ڈالر ڈیفنس پر خرچ کیا جائے گا۔ بجٹ کے مطابق آمدنی کا اندازہ ۷۴ ارب ۴۰ کروڑ ڈالر ہے۔ ایٹم بموں اور دھماکہ سے پھٹنے والے راکٹوں کے لئے ۵ ارب ۳۰ کروڑ ڈالر مخصوص کیا گیا ہے۔ سال رواں کے بجٹ میں آمدنی ۷۲ ارب ۴۰ کروڑ آمدنی اور ۷۲ ارب ۸۰ کروڑ اخراجات دکھائے گئے ہیں۔



## قابل توجہ حکومت ہند

(بقیہ صفحہ نمبر ۲)

ایک قیمتی سرمایہ ہے۔ اور اس کے اصول ملک کی جملہ اقوام میں باہمی اتحاد اور امن پیدا کرنے اور ملک کو ترقی کی شاہراہ پر گامزن کرنے کے لئے نہایت مفید ہیں۔ ایک معزز غیر مسلم جناب ڈاکٹر شنکر داس صاحب مہرہ دہلی نے بجا طور پر کہا ہے:-

"ہندوستانیوں نے اس بات کا احساس نہیں کیا کہ احمدیہ جماعت کو اپنانے سے وہ سیاسی اعتبار سے ہندوستان کی دو بڑی قوموں یعنی ہندو اور مسلمانوں کو متحد کرنے کا باعث ہونگے اور اس طرح مشرق وسطیٰ اور افریقہ میں متفرق سیاسی حالات کے باوجود ایک متحدہ قومیت وجود میں آئے گی۔ اور اس سے امن عالم کے لئے ایک مؤثر اقدام کرنے کے سامان پیدا ہوں گے۔"

(تحریک احمدیت ص۱۱)

ملک و قوم کا خیر اندیش

خاکسار

مرزا وسیم احمد

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان